خدام الدین لاہور

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۵- صفر المظفر ۱۳۸۴ھ

۲۶- جون ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

بیوقوفوں کی امارت

عن كعب بن عجرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعيذك بالله من امارة السفهاء قال، وماذاك يا رسول الله قال امراء سيكونون من بعدي من دخل عليهم فصدقهم بكذبهم واعانهم على ظلمهم فليسوا مني ولست منهم ولم يردوا على الحوض ومن لم يدخل عليهم ولم يصدقهم بكذبهم ولم يعنهم على ظلمهم فاولئك مني وانا منهم واولئك يردون على الحوض.

(رواہ الترمذی والنسائی)

ترجمہ:- کعب بن عجرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے لئے بیوقوفوں کی امارت سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں عرض کیا کہ اس کا کیا مطلب؟ فرمایا کہ میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے کہ جو اُن کے ہاں جائیں گے اور اُن کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور اُن کے ظلم میں ان کی مدد کریں گے تو وہ مجھ سے نہیں اور میں ان سے نہیں اور نہ ہی وہ حوض پر میرے پاس آسکیں گے اور جو ان کے ہاں نہیں جائیں گے اور نہ ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں گے اور نہ اُن کے ظلم میں اُن کی مدد کریں گے تو وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں اور وہ حوض پر بھی میرے پاس آئیں گے۔

پانچ باتوں کا حکم

عن الحارث الاشعري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امركم بخمس بالجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد في سبيل الله وانه من خرج من الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه الا ان يراجع ومن دعى بدعوى الجاهلية فهو من جثى جهنم وان صام وصلى وزعم انه مسلم

(رواہ احمد وترمذی)

ترجمہ:- حارث اشعری کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم کرتا ہوں ـــــ جماعتہ ـــــ سماعتہ اطاعتہ ـــــ ہجرۃ اور جہاد فی سبیل اللہ ـــــ یقین رکھو کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر نکلا تو اس نے اسلام کا قلادہ اپنی گردن سے نکال دیا مگر یہ کہ لوٹ آئے اور جو شخص جاہلیت کی طرف بلائے تو وہ جہنم میں جھونکا جائے گا اگرچہ روزہ رکھتا ہو یا نماز پڑھتا ہو اور وہ اپنے آپ کو مسلمان بھی سمجھتا ہو۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود ٥
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

(اقبالؒ)

صدارت و وزارت

عن عائشة رضـ قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اراد الله بالامير خيرا جعل له وزير صدق ان نسي ذكره وان ذكر اعانه واذا اراد به غير ذلك جعل له وزير سوء ان نسي لم يذكره وان ذكر لم يعنه.

(رواہ ابو داؤد والنسائی)

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالےٰ کسی امیر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے سچا وزیر دیتا ہے جو اس کو بھول جانے پر یاد دلاتا ہے اور یاد آنے پر اس کی مدد کرتا ہے اور جب کسی امیر سے دوسرا معاملہ کرنا ہوتا ہے تو اُسے بُرا وزیر دیا جاتا ہے جو اس کو نہ یاد دلاتا ہے اور نہ مدد کرتا ہے۔

فیصلہ

عن عائشة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اتدرون من السابقون الى ظل الله عز وجل يوم القيامة قالوا الله ورسوله اعلم قال الذين اذا اعطوا الحق قبلوه واذا سئلوه بذلوه وحكموا للناس كحكمهم لانفسهم.

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ کے سایہ میں قیامت کے دن کون آگے ہوگا۔ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے فرمایا وہ کہ جب حق دئے جائیں تو قبول کریں اور جب ان سے مانگا جائے تو خرچ کریں اور لوگوں میں اسی طرح فیصلہ کریں جس طرح اپنے لئے چاہتے ہیں۔

جنّت حرام

عن معقل بن يسار قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من وال يلي رعية من المسلمين فيموت وهو غاش لهم الا حرم الله عليه الجنة۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:- معقل بن یسار سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کا والی بنایا جائے اور وہ اس حالت میں مرے کہ مسلمانوں کے لئے خائن تھا تو اللہ تعالےٰ اس پر جنّت حرام کر دیگا۔

فتنہ

عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم...... ومن اتى السلطان افتتن۔

(رواہ احمد والترمذی والنسائی)

ترجمہ:- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ...... اور جو حکمرانوں کے نزدیک ہوا وہ فتنہ میں ڈالا جائے گا۔

زندگی یا موت

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كان امراؤكم خياركم واغنياؤكم سمحاءكم وامور كم شورى بينكم فظهر الارض خير لكم من بطنها واذا كان امراؤكم شراركم واغنياؤكم بخلاءكم وامور كم الى نسائكم فبطن الارض خير لكم من ظهرها

(رواہ الترمذی)

ترجمہ:- ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نیک اور لائق آدمی تمہارے امراء ہوتے رہیں گے اور خوشحال لوگ سخاوت کرنے والے ہوں گے اور تمہارے اجتماعی معاملات آپس کے مشورہ سے طے ہوتے رہیں گے تو (اُس وقت) تمہارے لئے زمین کی پیٹھ اس کے پیٹ سے بہتر ہوگی اور جس وقت نااہل اور بُرے لوگ تمہارے امیر ہوں گے اور خوشحال لوگ بخیل ہوں گے اور تمہارے اجتماعی معاملات عورتوں کے سپرد ہوں گے (تو اس وقت) تمہارے لئے زمین کا پیٹ زمین کی پیٹھ سے بہتر ہے۔

ہفت روزہ

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ - ۱۱ روپے
ششماہی - ۶ روپے

فون نمبر ۶۷۵۴۹

جلد ۱۰ | ۱۵ صفر المظفر ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۶۴ء | شمارہ ۷

قبرص کا تنازعہ

قبرص کا تنازعہ گذشتہ کئی ماہ سے اپنی تمام تر سنگینی کے ساتھ ترکوں کے لئے ہی نہیں بلکہ روئے زمین پر بسنے والے تمام دردمند مسلمانوں کے لئے اضطراب کا باعث بنا ہوا ہے۔ یونانی درندوں نے یونانی فوج کی امداد اور قبرص کے ننگ انسانیت صدر میکاریوس کی ہر قسم کی حمایت کے بل بوتے پر ترک مسلمان باشندوں کا جینا دوبھر کر رکھا ہے ہزاروں ترک باشندے شہید اور زخمی ہو چکے ہیں، ترکوں کے محلوں کو نیست و نابود کر دیا گیا ہے، ہزاروں افراد گھروں سے بے گھر ہو چکے ہیں اور ان کی پناہ گاہیں بمباری کا نشانہ بنا دی گئی ہیں۔ اقوام متحدہ کی نام نہاد فوج اگرچہ قبرص میں امن و امان بحال کرنے اور مظلوموں کی امداد کرنے کی غرض سے موجود ہے مگر صورتِ حال میں سرِمو فرق نہیں آیا اور مسلمانوں پر بدستور ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ مختلف حکومتیں بھی اس سلسلہ میں اپنی کوششیں کر چکی ہیں مگر عملی طور پر کوئی نتیجہ سامنے نہیں آسکا۔ حقیقت میں اگر یہ کوششیں نیک نیتی پر مبنی ہوتیں تو بہتری کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آتی لیکن سامراجی اور استعماری طاقتوں کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ انہوں نے ہر جگہ مسلمانوں کو زک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ وہ ہرگز ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ مسلمان سکھ کا سانس لیں اور کسی جگہ برسرِ اقتدار آئیں چنانچہ قبرص کے مسلمان بھی اسی گھناؤنی پالیسی کا نشانہ بن رہے ہیں۔

اب حال ہی میں امریکہ کی طرف سے مسئلہ کے سلجھاؤ کی ایک نئی تجویز پیش ہوئی ہے اس تجویز کے مطابق امریکہ صدر مسٹر جانسن نے ترکی کے وزیر اعظم مسٹر عصمت انونو کو واشنگٹن آنے کی دعوت دی ہے اور کہا ہے کہ یہ دعوت نجی معاملات تک محدود ہوگی مسٹر عصمت انونو نے اس دعوت کو تنازعہ قبرص کے لئے مفید قرار دیا ہے مگر ساتھ ہی یہ یقین دہانی بھی چاہی ہے کہ اگر اس ملاقات کے دوران کوئی تجویز یا تصفیہ کی کوئی ایسی صورت پیش کی گئی جس سے ترکی کے مطالبات اور اس کے موقف پر زد پڑتی ہو تو وہ اسے قبول نہیں کریں گے مزید براں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر امریکہ کی طرف سے مثبت اندازِ فکر اختیار نہ کیا گیا تو ان کا واشنگٹن جانا قطعی بے سود اور بے معنی ہوگا۔

ہمارے خیال میں امریکہ اگر واقعی اس مسئلے کو حل کرنا اور ترکوں اور یونانیوں کے درمیان تصفیہ کرانا چاہتا ہے تو اسے صورتِ حال کی سنگینی اور قبرص میں ہونے والے مظالم کے پیشِ نظر دعوتوں اور ملاقاتوں سے زیادہ یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ قبرص کے صدر میکاریوس کو قبرص کے ترک باشندوں کے بارے میں اپنا طرزِ عمل بدلنے پر مجبور کرے، خود بھی میکاریوس کو دی جانے والی فوجی امداد روک دے اور دوسرے ممالک پر بھی زور ڈالے کہ وہ یونانی درندوں کو فوجی ساز و سامان مہیا نہ کریں۔ اس کے علاوہ قبرص کے آئین میں ترمیم کر کے رضا کاروں کی جو فوج تیار کی جا رہی ہے اسے روکنے کے لئے بھی کوئی عملی اقدام کرے کیونکہ صدر میکاریوس کی یہ کاروائیاں آئین کے سراسر منافی ہیں اور یہ لندن اور زیورچ کے ان معاہدوں کے بھی خلاف ہیں جن کی رُو سے قبرص میں بسنے والے مختلف فرقوں کے لوگوں کو آزادی کی ضمانت دی گئی تھی نیز سلامتی کونسل نے قبرص کے بارے میں جو قرارداد گذشتہ مارچ میں منظور کی تھی۔ صدر میکاریوس اُس کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور ایک ایسے فعل کا ارتکاب کر رہے ہیں جو نہ صرف عالمی رائے عامہ کی نظروں میں غلط ہے بلکہ عدل و انصاف کے تقاضوں کے خلاف اور انسانیت دشمنی کے بھی مترادف ہے۔

مقبوضہ کشمیر کے لیل و نہار

نئی دہلی سے سویرا نام کا ایک پرچہ چھپتا ہے اس نے جموں اور کشمیر کی ڈائری شائع کی ہے جس کا ایک اقتباس آپ بھی ملاحظہ فرمائیے:-

"ایک ایسے وقت میں جب سری نگر میں مہنگائی بڑھ رہی ہے۔ ریاستی سرکار نہ تو بلیک مارکیٹ کرنے والوں کے خلاف کوئی کاروائی کر رہی اور نہ ہی قیمتوں میں کمی کے لئے کوئی قدم اٹھا رہی ہے تمام ہندوستان میں یہ واحد ریاست ہے جہاں بلیک مارکیٹ اور ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے خلاف ڈیفنس رُولز کا استعمال نہیں کیا جا رہا۔

دریں اثنا وزیر اعظم کشمیر صادق صاحب کے سیاسی گٹھ جوڑ رنگ لا رہے ہیں۔ وزارت کا چارج لینے کے بعد سے اب تک سری نگر اور وادی میں صادق صاحب نے ہندوستان سے الحاق کے حق میں نہ کوئی جلسہ منعقد کیا اور نہ ہی کوئی تقریر کی۔ ہوم منسٹر دوارکا پرشاد نے ایک دو تقریریں کی ہیں لیکن ان جلسوں میں حاضری ۶۰ یا ۷۰ سے زیادہ کبھی نہیں ہوئی۔ ان میں سب سے زیادہ تعداد پولیس مینوں کی ہوتی ہے یا دوسرے سرکاری ملازموں کی۔ در صاحب (یہ بھی وزیر ہیں) اپنی تقریر کا آغاز شیخ محمد عبداللہ کی تعریف سے کرتے ہیں۔ اور آخر میں چند فقرے ہندوستان سے الحاق کے حق میں کہہ دیتے ہیں۔ ایک دوسرے وزیر سری نگر کے ایک ہوٹل میں بیٹھے شراب پیتے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس ہندوستان سے الحاق کے خلاف کھلے بندوں جلسے ہو رہے ہیں اور صادق صاحب میں یہ جرأت نہیں کہ وہ ان میں مداخلت کر سکیں"

سطور بالا صاف طور پر واضح کر رہی ہیں کہ

باقی بر صفحہ ۱۶

مجلس ذکر

اللہ کے مقبول بندوں کی صفات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ امابعد:۔ کہ اللہ تعالٰے نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنے مقبول بندوں کی صفات خوبیاں فرمائی ہیں۔ سورۃ المومنوں رکوع ۱ پارہ ۱۸ میں فرماتے ہیں:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خَاشِعُوْنَ الخ

سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا الخ

اللہ تعالٰے ہمیں ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اللہ تعالٰے کے مقبول بندوں کی شکل وصورت تو یہی ہوتی ہے۔ مگر اندر کچھ اور ہی ہوتا ہے فرعون اور موسٰیؑ کی ظاہری شکل وصورت میں کوئی فرق نہ تھا۔ مگر اندرونی استعداد کے لحاظ سے اگر لاکھوں فرعون بھی ذبح کردیئے جائیں۔ تو وہ سب موسٰیؑ کے جوتے کے تلوے کے ایک ذرہ برابر بھی نہیں ہوسکتے۔

مندرجہ بالا ارشادات باری تعالٰے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی ان صفات کا ذکر آتا ہے آپؐ کو اللہ تعالٰے نے ایک سرٹیفکیٹ دے رکھا ہے کہ دین کے معاملہ میں آپ جو کچھ فرماتے ہیں۔ وہ سب وحی الٰہی ہوتا ہے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ اس بناپر آپ کے ارشادات بھی ہمارے لئے اسی طرح واجب الاتباع ہیں۔ جس طرح اللہ تعالٰے کے ارشادات آج میں آپؐ کے ارشاد کی روشنی میں مقبولین بارگاہ الٰہی کی صفات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ارشاد نبوی درج ذیل ہیں۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ۔ (خدا تعالٰے جس شخص کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کا سینہ اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے) پھر فرمایا جب نور سینہ کے اندر داخل ہوتا ہے۔ تو سینہ فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس حالت کی کوئی علامت ہے۔ جس سے اس کی شناخت کی جاسکے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس کے بعد آپؐ نے اس نور کی تین علامات بیان فرمائیں۔ وہ تین علامات یہ ہیں۔

(۱) اَلتَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ

ترجمہ۔ غرور کے گھر (دنیا) سے دور ہونا۔

اس نور کی برکت سے دنیا سے انسان کی طبیعت ہٹتی جاتی ہے۔ پھر اس کی دل بستگی دنیا سے نہیں رہتی۔ بلکہ اس سے انسان دور رہتا ہے۔ سفر میں اگر کسی کو آرام میسر نہ آئے اور اس کو تکلیف ہو۔ تو اس کا دل چاہتا ہے کہ جلدی گھر لوٹ کر جاؤں۔ تاکہ تکلیف سے نجات پائے۔ اور ہر ممکن آرام مل سکے۔ بعینہٖ یہی حالت اللہ کے مقبول بندوں کی ہوتی ہے وہ چاہتے ہیں کہ جلدی دنیا کی زندگی ختم ہو۔ تاکہ محبوب حقیقی سے وصال نصیب ہو۔ دنیا کو دارالغرور اس لئے فرمار ہے ہیں۔ یہاں کی ہر چیز بے وفا ہے ع۔

کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں میں

بیوی، بچے، دنیوی ساز وسامان یہ سب کھلونے ہیں۔ اللہ تعالٰے نے خود ہی سب کچھ عطا فرمایا۔ اور پھر چاہتے ہیں۔ کہ ان میں دل بستگی نہ ہو۔ ع

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہٗ
بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

یہ سب کھلونے آخرت سے دور ہٹانے کے لئے ہیں۔ سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳ میں ان کھلونوں کا ذکر آتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

ترجمہ:۔ (لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے۔ اور اللہ کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے) ان چیزوں کی محبت بھی اللہ نے خود ڈال دی اور پھر فرماتے ہیں۔ خبردار! ان میں دل بستگی نہ ہو یہ دھوکہ دینے والی چیزیں ہیں۔ اگر یہ نہ ہوں۔ تو پھر انسان کا امتحان ہی نہیں۔ ان چیزوں کی محبت کی وجہ سے اکثر انسان امتحان میں فیل ہوجاتے ہیں۔ ان چیزوں سے اکثر دل اُن کی صحبت میں ہٹتا ہے جن کے اپنے دل اُن سے ہٹے ہوئے ہوں اس قسم کے اللہ والوں کی نسل حضورؐ سے لے کر آج تک چلی آرہی ہے۔ کسی بزرگ کا ایک قصّہ مشہور ہے جو کہ درست ہونے کے علاوہ عبرتناک ضرور ہے۔ ان کے پاس ایک عورت اپنے بچے کو لے کر آئی۔ اور عرض کی کہ حضرت! یہ گڑ بہت کھاتا ہے۔ اس کو نصیحت فرمائیے کہ گڑ کھانا چھوڑ دے۔ اس بزرگ نے کل آنے کے لئے فرمادیا۔ اگلے دن جب وہ اس کو لے کر آئی تو آپ نے فرمایا "بیٹا گڑ کھانا چھوڑ دو"۔ اس عورت کو بہت غصّہ آیا۔ اور کہنے لگی۔ کہ اتنی سی بات کل ہی کہہ دیتے اس بزرگ نے فرمایا۔ کہ کل تک مجھے خود گڑ کھانے کی عادت تھی۔ اس سے گڑ چھوڑنے کو کہتا تو اثر نہ ہوتا ع۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

میرے دادا پیرؒ کے پاس کچھ عورتیں بیعت کے لئے حاضر ہوئیں (عورتوں کی بیعت قرآن سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو پارہ ۲۸ سورۃ الممتحنہ کی آخری سے پہلی آیت) ان میں ایک لڑکی بھی تھی۔ جو بلاوجہ ہنس رہی تھی۔ حضرت دادا پیرؒ نے فرمایا کہ بیٹی اتنا ہنسو جتنا رو بھی سکو۔ آپ کا یہ فرمانا تھا۔ کہ اس کی حالت بدل گئی۔ اور اس نے رونا شروع کر دیا۔ کہتے ہیں۔ کہ پھر وہ ساری عمر روتی رہی۔

ایک دفعہ میں چکوال جا رہا تھا۔ کچھ فوجی میرے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ان کے ہمراہ ایک مراثی بھی تھا۔ ان کی فرمائش پر اس نے ایک غزل سنائی جس کا پہلا شعر یہ تھا۔

عاشقاں راسہ علامت اے پسر
آہ سرد و رنگ زرد و چشم تر!

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی بعینہٖ یہی حالت تھی۔ بات بات پہ آہ سرد بھرنا اور رونا عام تھا۔ یہ اللہ کے نام کی برکت ہے۔ اس سے دل موم ہوجاتا ہے۔ اس قسم کے حضرات کی باتوں میں اثر بھی ہوتا ہے۔

(۲) وَالْاِنَابَۃُ اِلٰی دَارِ الْخُلُوْدِ

ترجمہ:۔ اور ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع کرنا

اس نور کی دوسری علامت یہ ہے۔ کہ دنیا سے طبیعت ہٹ کر آخرت کی طرف متوجہ ہونے لگتی ہے۔ جانور کسی اور طرف جانا چاہتا ہے مگر مالک اس کو دوسری طرف کھینچتا ہے۔ مگر اس نور کی برکت سے اس کا دل دنیا کی طرف سے ہٹتا جاتا ہے۔

(۳) وَالْاِسْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُوْلِہٖ

(اور مرنے سے پہلے مرنے کے لئے تیار ہو جانا)

اس نور کی تیسری علامت یہ ہے۔ کہ انسان ہر وقت پابرکاب رہتا ہے۔

جن کو یہ نور عطا نہیں ہوا۔ ان کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے۔ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ

(سورۃ الجمعۃ رکوع ۱ پارہ ۲۸)

ترجمہ۔ فرما دیجئے۔ اے لوگو! جو یہودی ہو۔ اگر تم خیال کرتے ہو۔ کہ تم ہی اللہ کے دوست ہو۔ سوائے دوسرے لوگوں کے تو موت کی آرزو کرو۔ اگر تم سچے ہو۔ وہ لوگ اس کی کبھی بھی تمنا نہ کریں گے۔ بسبب ان (عملوں) کے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ اصل میں یہ ارشاد باری تعالیٰ یہود کے متعلق ہے۔ مگر یہ اس پر بھی صادق آتا ہے۔ جس کا دل دنیا میں پھنسا ہوا ہو۔ اور اس کو آخرت کی فکر نہ ہو۔ اگر مقبول بارگاہ الٰہی ہوگا۔ تو رنگ اور ہوگا۔ ان باتوں کی تلقین کرنے والے تو کئی مگر اس حال کو حال بنانے والا کوئی۔

طمع، منع اور جمع۔ ان تینوں کی نفی کا نام فقر ہے۔ اللہ والے سوائے اللہ کی ذات کے اور کسی سے طمع نہیں رکھتے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی ذریعہ سے کوئی چیز ان کے ہاں بھجوا دیں۔ تو وہ انکار نہیں فرماتے۔ بلکہ صحیح مصارف میں خرچ فرما دیتے ہیں۔ اب ان کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔ کہ جو اللہ کے بندے اور بندیاں بعض مجبوریوں کے باعث اللہ والوں کے دروازہ پر نہیں آ سکتے۔ اللہ تعالیٰ اللہ والوں کو ان کے پاس پہنچا دیتے ہیں۔ جیسے جنگلوں کے درختوں کو اگر کسی اور طرح پانی نہیں پہنچ سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ بادلوں کو ان کے سروں پر لا کر برسا دیتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں میرے دادا پیر کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ کہ رات ایک جنگل میں بسر فرمانی پڑی۔ اس جگہ کے قریب ہی ایک جھونپڑی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس جھونپڑی کے رہنے والے بھینسوں کا دودھ بیچ کر گزر اوقات کرتے تھے۔ رات کو جب انہوں نے دودھ دوہا تو جس برتن میں دودھ رکھا تھا۔ اس میں کتا منہ ڈال گیا۔ جب لڑکوں نے اپنی والدہ کو اس کی اطلاع دی۔ تو وہ کہنے لگی۔ کہ یہ دودھ ان فقراء کو دے آؤ۔ حضرتؒ اور آپ کے خدام یہ باتیں سن رہے تھے۔ جب دودھ آیا۔ تو کسی نے حضرتؒ سے عرض کی کہ حضرت! دودھ آگیا ہے۔ فرمایا۔ رکھ لو۔ جب دودھ اٹھا کر لانے والے واپس چلے گئے تو فرمایا کہ دودھ دریا میں گرا دو۔ یہ منع کی مثال ہے۔

حضرت امروٹیؒ کے ہاں ایک دفعہ ایک زمیندار ۵۰ روپیہ نذرانہ لے کر آیا۔ اور عرض کی کہ آپ کا بڑا خرچ ہے۔ میں یہ آپ کی امداد کے لئے لایا ہوں۔ اس کا کہنا تھا۔ کہ حضرت غصہ سے لال ہو گئے اور فرمایا کہ مجھے اللہ کی مدد کافی ہے۔ یہ اٹھا لے جاؤ۔ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد اس نے بہت ہی منت سماجت کی۔ مگر آپ نے ایک نہ سنی اور ایک پیسا بھی نہ رکھا۔ یہ ترک طمع کی مثال ہے۔

حضرت مولینا عبد اللہ صاحب فاروقی مرحوم جو دہلی مسلم ہوٹل انارکلی کی مسجد میں خطیب تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ جب میں دیوبند میں تعلیم سے فارغ ہوا۔ تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ سے ایک متمول خاتون نے درخواست کی کہ مجھے اپنے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے استاد کی ضرورت ہے حضرتؒ نے مجھے بھجوا دیا۔ وہ خاتون میرے کام سے اتنی خوش ہوئی کہ اس نے مجھے کئی ہزار روپے دے کر کہا کہ جہاں تمہارا دل چاہے خرچ کرو۔ میں نے وہ روپیہ لا کر حضرتؒ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ تو فرمایا مجھے تو اس کی ضرورت نہیں ہے یہ ترک طمع کی دوسری مثال ہے۔ طور شاہ جو آج کل ملتان میں رہتے ہیں۔ اور میرے حضرت کے خدام میں سے ہیں۔ انہوں نے ایک جوتا تحفہ بھیجا۔ تو حضرت شیخ الہندؒ نے وہ سر پر رکھ لیا۔ طور شاہ کا جوتا محبوب اور ایک عورت کا کئی ہزار روپیہ نامنظور۔

اب میں پھر اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ قبر میں جائیں گے تو پتہ چلے گا۔ کہ بیوی بچے جائداد اور گھر کا سازوسامان جو بے حد محبوب تھا۔ کچھ بھی ساتھ نہیں آیا۔ تب معلوم ہوگا۔ کہ یہ سب کچھ دھوکا ہی تھا۔ موت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ اچانک ہی موت آ جائے۔ مثلاً گھر سے کسب معاش کے لئے نکلیں۔ حادثہ پیش آ جائے۔ اور جنازہ ہی گھر آئے۔ اس لئے موت کے لئے ہر وقت تیار رہنے کی ضرورت ہے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ گھر والے سمجھتے ہیں کہ مریض رو بصحت ہو رہا ہے۔ مگر یکایک حالت بگڑ جاتی ہے اور موت آ جاتی ہے۔ اگر موت کی تیاری کی ہوگی تو قبر بہشت کا باغ بن جائے گی۔ ورنہ دوزخ کا گڑھا۔

اپنا خود امتحان لیا کیجئے۔ اگر یہ تینوں چیزیں پیدا ہو رہی ہیں۔ تو اس کو اللہ کا فضل سمجھیئے۔ اس حالت میں کہا جائے گا کہ روحانی حالت رو بصحت ہے۔ جب انسان کے اندر جب یہ ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اس کے قول و فعل میں انقلاب آ جاتا ہے۔ دنیا سے ہم نے اذکار الٰہیہ کے موتی لے کر جانا ہے۔ تاکہ مرنے کے بعد قبر اور حشر میں یہ کام آئیں۔

اللہ کے نام سے یہ تینوں چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اللہ کے نام میں بھی تاثیر ہے۔ یہ سارا جہان اسی کے نام کی تاثیر ہے۔ اس میں جو لذت ہے اس کے مقابلہ میں سب لذتیں ہیچ ہیں۔

عبادت کی قبولیت سے طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ شادی کے متعلق کسی نے کہا ہے عیش شہرے و غم دہرے، یعنی ایک ماہ کے عیش کے لئے ساری عمر کا غم مول لینا شادی ہے۔ گویا ہر راحت میں رنج ہے۔ راحت اور رنج دونوں لازم ملزوم ہیں۔ ایک ذکر الٰہی ایسی چیز ہے۔ جس میں رنج نہیں ہے۔ جتنا زیادہ کرتے جائیے اتنی زیادہ راحت ہوگی۔ اور رنج کم ہوتا جائے گا۔ اولاد نہیں تو غم۔ اولاد ہو۔ تو غم۔ ایک بیٹا تھا تو غم تھوڑا تھا۔ دو ہو گئے تو غم زیادہ ہو گیا۔ اس کے مقابلہ میں اللہ کا نام جتنا بڑھتا جائے گا۔ غم گھٹتا جائے گا باقی چیزیں جتنی بڑھیں گی۔ اتنا ہی غم زیادہ ہوتا جائے گا۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اسباب دنیا جتنے زیادہ گھر لائیں گے۔ اتنے ہی زیادہ غم ہوتے جائیں گے۔

کامل کی صحبت مدت مدید تک نصیب ہو۔ تو یہ چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حضرت دین پوریؒ کے ایک خادم تھے۔ جو والہار سٹیشن سے دو ڈھائی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ وہ نواب بہاولپور کے رشتہ دار تھے۔ ان کے ایک ہمسایہ نے حضرت دین پوریؒ کے پاس آ کر شکایت کی۔ کہ آپ کے خادم نے میری کچھ زمین دبا لی ہے۔ حضرتؒ نے ان کو بلایا۔ اس نے لکھ کر بھیجا۔ کہ حضرتؒ زمین میری نہیں۔ آپ کی ہے جتنی مانگتا ہے دے دیجئے۔ مجھے آنے کی ضرورت نہیں۔ عام زمیندار چپہ چپہ زمین کے لئے لڑتے ہیں یہ اللہ والوں کی صحبت کا اثر تھا کہ ایک زمیندار اپنی

باقی بر صفحہ ۱۸

خطبہ جمعہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ماپ اور تول میں کمی کرنے کے باعث عذاب الٰہی سے ہلاک ہوئی ہے

اُن کے واقعہ کی تفصیل عبرت کے لئے ملاحظہ ہو

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ۔

قولہ تعالیٰ۔ کَذَّبَ اَصْحٰبُ الْئَیْکَۃِ الْمُرْسَلِیْنَ ۞ اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۞ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۞ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ۞ وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞ اَوْفُوا الْکَیْلَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِیْنَ ۞ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ۞ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَھُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۞ وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالْجِبِلَّۃَ الْاَوَّلِیْنَ ۞

سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ بن والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان سے شعیب (علیہ السلام) نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ پیمانہ پورا دو۔ اور نقصان دینے والے نہ بنو۔ اور صحیح ترازو سے تولا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو۔ اور زمین میں فساد مچاتے مت پھرو اور اس سے ڈرو۔ جس نے تمہیں اور پہلی خلقت کو بنایا۔

قوم کا حضرت شعیب علیہ السلام کو جواب

قولہ تعالیٰ۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ۞ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۞ فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۞

(سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ پارہ ۱۹)

ترجمہ۔ کہنے لگے۔ تم پر تو کسی نے جادو کر دیا۔ اور تو بھی ہم جیسا ایک آدمی ہے۔ اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے۔ سو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے۔ اگر تو سچا ہے

حضرت شعیب علیہ السلام کا قوم کو جواب الجواب

قولہ تعالیٰ (قَالَ رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۞

(سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ پارہ ۱۹)

ترجمہ۔ (شعیب علیہ السلام نے) کہا۔ میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

قوم کا شعیب علیہ السلام کو جھٹلانا اور عذاب الٰہی کا آنا

قولہ تعالیٰ (فَکَذَّبُوْہُ فَاَخَذَھُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّۃِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۞

(سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ پارہ ۱۹)

یہ عذاب ان پر کیوں آیا

قولہ تعالیٰ (اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۞

(سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ پارہ ۱۹)

ترجمہ۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے۔ اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔

یہ عذاب کس کی طرف سے آیا

قولہ تعالیٰ (وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۞

(سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ پارہ ۱۹)

ترجمہ۔ اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے۔

اور یہ قرآن مجید کس کی طرف سے آیا ہے

قولہ تعالیٰ (وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞ (سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ پارہ ۱۹)

ترجمہ۔ اور یہ قرآن مجید رب العلمین کا اتارا ہوا ہے۔

رب العالمین کی طرف سے کون لایا ہے

قولہ تعالیٰ (نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۞

(سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ پارہ ۱۹)

ترجمہ۔ اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔

اس لئے

جو اللہ تعالیٰ نے بھجوایا ہے۔ وہ پورے کا پورا لا کر پہنچایا ہے۔

کس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھجوایا ہے

قولہ تعالیٰ (عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۞

(سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ پارہ ۱۹)

ترجمہ۔ تیرے دل پر۔ تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو۔

تاکہ

لوگوں کو ان کے اعمال قبیحہ کے باعث جو منجانب اللہ تعالیٰ گرفت والی ہے اس سے آگاہ ہو جائیں۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

عبرت

یہ قصہ بطور قصہ کے سنایا نہیں گیا بلکہ عبرت حاصل کرنے کے لئے سنایا گیا ہے۔ تاکہ اس زمانے کے کم تولنے یا کم ماپنے والے لوگ عبرت حاصل کریں کہ اگر اب کے زمانے کے لوگ یہ گناہ کریں گے۔ تو ان کا بالآخر یہی حشر ہوگا۔ اگر بالفرض دنیا میں عذاب الٰہی نہ بھی آیا۔ تو آخرت کے عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ تعالیٰ۔

اور جو لوگ اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں وہ اس گناہ کو اپنے پیشہ کا کمال سمجھتے ہیں

باقی صفحہ [illegible]

ریاضت اور مجاہدہ کی تعلیم

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا۝ پارہ ۲۹ - سورۃ المزمل - آیت ۸، ۹

ترجمہ:- اور اپنے رب کا نام لیا کرو اور سب سے الگ ہو کر اسی کی طرف آجاؤ وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ پس اسی کو کارساز بنا لو۔

اپنے رب کو ہر حالت میں یاد رکھو۔ دن ہو یا رات چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اس کی یاد میں مشغول رہو غیر اللہ کا تعلق ایک آن کے لئے بھی ادھر سے توجہ نہ ہٹنے دے دن میں بیع و شراء اور دیگر معاشی کاروبار میں مخلوق کے ساتھ معاملات و علائق رکھنے پڑتے ہیں اس کے بغیر دنیوی نظام بے کار اور معطل ہو جاتا ہے لیکن دل میں اللہ تعالےٰ کا علاقہ سب پر غالب ہو اور دل کسی حالت میں بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہو جب بندہ اس سے غافل ہو جاتا ہے تو روح سے سلسلہ انوار منقطع ہو جاتا ہے اندر تاریکی بھر جاتی ہے اور روح پژمردہ ہو جاتی ہے ذکر عام ہے خواہ زبان سے ہو خواہ قلب سے خفی ہو یا جلی حضرات صوفیائے کرام نے اذکار کے مختلف طریقے بتدی اور منتہی کے مناسب حال مقرر کئے ہیں منتہی تو ہر حال میں ذاکر رہتا ہے کوئی شغل اور کوئی حال اس کو خدا کی یاد سے غافل نہیں کر سکتا مگر بتدی کے لئے ذکر تبتل کے ساتھ تو جلدی اثر دکھاتا ہے اگر انسان ماسوئے اللہ جس قدر شواغل اور علائق ہیں ان کو منقطع کر کے اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ نہ ہو تو پھر ایسا ذکر جو صرف زبان پر ہو کیا اثر پیدا کر سکتا ہے۔ وساوس اور خطرات کی نجاست کے ساتھ ذکر کبھی مفید نہیں ہو سکتا کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر

ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

اب تبتل پر خیال بشری یہ اشکال پیدا کر سکتا ہے کہ پھر دنیوی کام کس طرح چلیں گے روزی کمانے کے لئے جدوجہد کھانا پینا مرنا جینا۔ شادی غمی تندرستی اور بیماری میں جو امور تمدنی ہیں ان میں ضرور بنی نوع کی حاجت پڑتی ہے اس لئے سب سے الگ ہو جانا مشکل ہے اس کا حل حق تعالےٰ نے خود ہی فرما دیا۔ ارشاد ہے

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا۝

وہ مشرق و مغرب کا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں دنیا کے جمیع اسباب اور سارے سلسلے اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ وہی اہل مشرق کی پرورش کرتا ہے اور وہی اہل مغرب کی پتھر میں کیڑے کو گھونسلوں میں پرندوں کو اور چرندوں کو جنگلوں اور بیابانوں میں وہی روزی پہنچاتا ہے اسی کو اپنا کارساز بنا لو وہ تمہارے سارے کام سرانجام دے گا اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہے نہ اس کی ذات میں اس کا کوئی شریک ہے نہ صفات میں۔ نہ اس کا کوئی وزیر ہے نہ مشیر اور نہ اس نے اپنے اختیارات کسی کو تقسیم کئے ہوتے ہیں وہ ہر کام خود کرتا ہے کسی کو براہ راست خود دیتا ہے اور کسی کو دائرہ اسباب کے اندر مخلوق کے ذریعے دلواتا ہے لیکن اگر وہ نہ دینا چاہے تو پھر کوئی دوسرا نہ دے سکتا ہے اور نہ دلوا سکتا ہے بندگی بھی اسی کی کرو اور توکل بھی اسی پر جب وہ وکیل اور کارساز ہو تو پھر دوسروں سے کٹ جانے اور الگ ہونے کی کیا پرواہ ہے

ماسوائے اللہ سے علائق توڑنے کے معنی نہیں ہیں کہ زن و فرزند خرید و فروخت اور کاروبار معاش کو معطل کر دیا جائے بلکہ یہ مطلب ہے کہ تعلق خاطر ان سے اٹھا لیا جائے اور دل میں ان کو جگہ نہ دی جائے اور انسان ان پر فریفتہ نہ ہو جائے دل کا دروازہ ماسوائے اللہ کے لئے بند کر دیا جائے اور ہر وقت اپنے خالق کے ذکر میں مشغول رہے۔ اسلام میں یہی تبتل معتبر ہے رہبانیت یعنی لنگوٹ باندھ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں جا بیٹھنا نظام عالم کو درہم برہم کر دیتا ہے البتہ اللہ تعالےٰ کے خاص بندے اس سے مستثنے ہیں

یہ تو ایک حقیقت ہے کہ ذکر اور مذکور میں زمین و آسمان کا فرق ہے توجہ الی الذکر بدرجہا بڑھی ہوئی ہے توجہ الی الذکر سے جس طرح اسم اور مسمی میں بہت بڑا فرق ہے۔ کہاں توجہ الی اللہ اور کہاں توجہ الی ذکر اللہ بتدی کو توجہ الی الذکر کا خوگر بنایا جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعے بتدریج توجہ الی اللہ حاصل ہو جاتے کیونکہ اول اول توجہ الی مذکور مشکل ہوتی ہے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا۔

اول ذکر کو فرمایا پھر تبتل کو مقصود اعظم صرف ذکر ہی نہیں بلکہ تبتل الی اللہ ہے مگر یہ ذکر آلہ ہے تبتل کا۔ تبتل بے ذکر کے ہوتا ہی نہیں اس لئے ذکر کو پہلے فرمایا اور ذکر کے ساتھ لفظ اسم بھی فرما دیا توجہ الی المسمی ابتداء میں دشوار ہے۔ غرض توجہ الی المذکور افضل ہے توجہ الی الذکر سے اور اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں اللہ تعالےٰ ہر وقت ہماری طرف متوجہ ہے لیکن ہمیں اس کی طرف توجہ نہیں ہے اس لئے وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ ہمارے قریب ہے اور ہم اس سے دور ہیں کیونکہ بندہ اور خدا کا قرب حسی تو ہو ہی نہیں سکتا۔ صرف توجہ ہی ہے چونکہ ہمیں اس کی طرف پوری توجہ نہیں ہے اس لئے ہم اس سے بعید ہو گئے جتنی توجہ کم اتنا ہی بُعد زیادہ۔ توجہ ہوتی ہے استحضار عظمت سے کیونکہ عظمت ایسی چیز ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کا خیال آ ہی نہیں سکتا۔ ذکر اور عبادت میں توجہ کا نہ ہونا یہ ساری خرابی اس لئے ہے کہ ہمارے دلوں میں عظمت الٰہی نہیں ہے اس لئے سامان عظمت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

ذکر کی حقیقت

ساری عبادات کا خلاصہ اور مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے مالک کو ہر حالت میں یاد رکھے کسی وقت بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔ ذکر کے معنی لغت میں یاد رکھنا ہے۔ اس کا مقابلہ نسیان یعنی بھول جانا ہے۔ یاد رکھنا دو طرح پر ہوتا ہے ایک صوری ایک حقیقی۔ صوری زبان سے یاد کرنے اور نام لینے کو کہتے ہیں اور حقیقی ادائے حقوق کا نام ہے اگر دونوں جمع ہو جائیں تو یہ درجہ اکمل ہے صرف زبان سے اللہ تعالےٰ کو یاد کرنا بھی ذکر اللہ تو ہے لیکن ناقص۔ ذکر اللہ کا اصلی مقصد اللہ تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے اور تعلق کے معنی یہ ہیں لگاؤ اور لگاؤ سے مراد دل کا لگاؤ ہے اور دل کے لگاؤ کا مطلب یہ ہے کہ دل اس کی طرف متوجہ رہے اور دل ہر وقت اس کی یاد میں مصروف رہے غفلت عن اللہ تمام امراض کی جڑ ہے یاد سے اصل مراد کسی لفظ کا زبان سے رٹنا نہیں بلکہ ہر کام میں یاد رکھنا ہے جس کی علامت یہ ہے کہ کوئی کام اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔

ذکر اللہ بہت بڑی چیز ہے قرآن کریم اور احادیث نبوی میں اس کی بڑی تاکید ہے یہ تمام اعمال کی جڑ ہے ذکر کی کوئی حد نہیں حالانکہ نماز کے لئے ایک حد ہے کہ اوقات مکروہہ میں حرام ہے روزہ کے لئے بھی حد ہے کہ ایام خمسہ میں حرام ہے زکوٰۃ اور صدقہ کے لئے بھی حد ہے مگر ذکر حقیقی کے لئے کوئی حد نہیں اس کا غیر محدود ہونا یہاں تک ہے کہ بیت الخلاء میں زبان سے ذکر کو ممنوع ہے لیکن دل سے خدا کو یاد کرنا ممنوع نہیں ہے

ذکر کے چار درجے ہیں پہلا درجہ تو یہ ہے کہ زبان پر ذکر جاری ہو اور دل اس سے غافل ہو اگرچہ اس کا اثر ضعیف ہوتا ہے مگر اثر سے خالی نہیں ہے

کیونکہ جو زبان اللہ کے ذکر میں مشغول ہے وہ اس زبان سے بہت افضل ہے جو بیہودہ اور بے کار باتوں میں مشغول ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ دل میں اللہ تعالٰے کی یاد تو ہے لیکن تکلف سے دل اس پر قائم ہے اگر جہد جہد اور تکلف نہ ہو تو دل طبیعت کے موافق غفلت اور خطروں میں ڈوب جاتا ہے

تیسرا درجہ یہ ہے کہ خدا کی یاد دل پر ایسی چھا جائے اور جاگزیں ہو جائے کہ وہ بڑے تکلف سے ہی کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوتا ہو یہ ذکر عظیم ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ حق تعالٰے دل میں سما جاتے اور بجاتے ذکر کے وہی دل میں بس جائے جس شخص کا دل سراسر خدا کو دوست رکھتا ہے اور وہ جس کا دل اس کے ذکر کو دوست رکھتا ہے دونوں میں بڑا فرق ہے بس خوبی اور کمال تو یہی ہے کہ ذکر اور اس کا خیال بھی دل میں نہ رہے فقط مذکور ہی مذکور باقی رہ جاتے دل ہر طرح سے خدا ہی کا ہو جاتے دوسری کوئی چیز اس میں نہ رہے۔ اور یہ افراط محبت کا نتیجہ ہے جس کو عشق کہتے ہیں۔

ذکر حقیقی یہ ہے کہ جب امر و نہی کا وقت آئے تو انسان خدا کو یاد کرے اور اس کے حکم پر چلے اور گناہ سے بچے اگر اللہ کا ذکر بندہ کو اس راہ پر نہ چلاتے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا ذکر حدیث نفسی تھا اور حقیقی نہ تھا۔

ذکر اللہ کے حصول کا طریقہ

وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ

پارہ ۲۱ سورۃ العنکبوت آیت ۴۵

ترجمہ۔ اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالٰے جانتا ہے۔

ذکر کے معنی ہیں یاد کرنا۔ یاد سب طریقہ سے ہوتی ہے صرف زبان سے نام لینے کو یاد نہیں کیا جا سکتا کیا یہ یاد ہے کہ جس کی یاد کا دعوے ہو تو نہ اس سے بات کرے نہ اس کے خط کا جواب دے نہ اس سے ملے نہ ان کا کہنا مانے یہ ہرگز یاد نہیں ہے اللہ تعالٰے کی یاد حقیقی معنی میں نہ ہو تو کم از کم اتنا تو پیش نظر رہنا چاہتے کہ ہمارا ہر فعل و عمل اللہ تعالٰے کے علم میں ہے وہ سمیع اور بصیر ہے وہ ہماری ہر آواز کو سنتا ہے اور ہر حالت کو دیکھتا ہے ذکر اللہ کی حقیقت حاصل کرنے کا سہل طریقہ یہ ہے کہ اس کے حاضر و ناظر ہونے کا مراقبہ کیا جائے اور اس بات کو پیش نظر رکھا جائے۔ کہ اللہ تعالٰے کو ہمارے ہر عمل کا علم ہے ہمارے تمام اعمال کی کوتاہی کا سبب یہی ہے کہ ہم اعمال کو بدوں سوچے سمجھے ادا کرتے ہیں اگر ہم یہ سوچ کر عمل کریں کہ اللہ تعالٰے دیکھ رہا ہے ہم کس طرح کس عمل کو ادا کر رہے ہیں تو عمل اچھی طرح ہو اور اگر یہ مراقبہ راسخ ہو جائے تو معاصی سے اجتناب آسان ہو جاتے۔

توجہ تمامتر قلب کا فعل ہے جب تک قلب خدا کی طرف متوجہ نہ ہو اس میں برکت و نورانیت پیدا نہیں ہوتی توجہ الی اللہ کے معنی صرف یہ ہیں کہ دل خدا کی طرف متوجہ ہو اور ظاہری اعمال میں شریعت کی پابندی ظاہری اور باطنی اعمال دونوں کو جمع کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے میزان کل اور خلاصہ طریق الی اللہ کا کل دو چیزیں ہیں طاعت اور ذکر۔ معیت سے طاعت فوت ہو جاتی ہے اور غفلت سے ذکر مختل ہو جاتا ہے اس لئے اصل کام طاعت و ذکر پر دوام اور معصیت و غفلت سے بچنا ہے۔

تسکین صرف اللہ کی یاد میں ہی ملسکتی ہے

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ○

پارہ ۱۳ سورۃ الرعد آیت ۲۸

ترجمہ:۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے تسکین ہوتی ہے۔ خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔

تسکین صرف اللہ کی یاد میں مل سکتی ہے اسی کا ذکر ہی تسکین دے سکتا ہے بھولنے والوں کو کون یاد کرتا ہے اور کسی کو ان کی تسکین کے سامان فراہم کرنے کی فکر ہوتی ہے مصیبت میں اپنا سمجھ کر غیر کو بھی آواز دی جائے تو اس کا دل بھی پسیجنے لگتا ہے اور وہ مدد کے لئے تیار ہو جاتا ہے خالق و مالک کی پناہ میں آنے والوں کو کیسے دھتکارا جا سکتا ہے اللہ تعالٰے اپنے یاد کرنے والوں کو کبھی نہیں بھولتا۔

زندگی نفس کی آمد شد کا نام ہے یہ مال و دولت سے سکون آمیز نہیں بنتی تاج شاہی بھی سر پر رکھ کر انسان مسرور اور مطمئن نہیں ہو سکتا قلبی اطمینان خاص عطیہ ربانی ہے جو صرف انہی لوگوں کو ملتا ہے جو اس کی طاعت و ذکر میں مصروف رہتے ہیں اور کسی حالت میں بھی اس کی یاد سے غافل نہیں ہوتے دولت حکومت منصب اور جاگیر کوئی چیز بھی انسان کو حقیقی سکون و اطمینان سے ہم آغوش نہیں کر سکتی صرف یاد الٰہی سے جو تعلق باللہ حاصل ہوتا ہے وہی دلوں کے اضطراب و وحشت کو دور کر سکتا ہے دل کو ماسوی اللہ سے پاک صاف کر کے خلوت میں بیٹھ جا کیونکہ جس قدر لوگوں سے ظاہر و باطنا دور ہو گا اسی قدر حق تعالٰے کے قریب ہو گا اور جتنا قرب زیادہ ہوتا جائے گا اتنا ہی قلب کے اطمینان و سکون میں ترقی ہوتی جاتے گی جو لذت حق تعالٰے کی یاد میں ہے اور جو مستی اس کی یافت اور مشہود سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں لذت جہاں ہیچ ہیں اس دولت کے حاصل ہونے کے بعد پھر نہ کسی چیز کے حصول سے لذت حاصل ہوتی ہے اور نہ کسی چیز کے ضائع ہونے کا رنج ہوتا ہے اللہ وہ ہے جس کے نام سے تسکین ملتی ہے اللہ کی یاد جب رگ و ریشہ میں بس جاتی ہے تو وہ خود تسکین دینے کے لئے موجود ہوتا ہے ذاکر کو کبھی محروم نہیں رکھا جاتا نہ دل میں اس کی یاد ہو اور نہ زبان پر اس کا ذکر تو تسکین آئے کہاں سے ذکر کی کثرت انسان کو مذکور بنا کر رہتی ہے اور مذکور کے دل کو تسکین مل کر رہتی ہے۔

اللہ تعالٰے کے ساتھ تعلق ہو تو اسکی یاد میں بھی لذت محسوس ہوتی ہے

کسی ذات کے ساتھ وابستگی ہو تو اس کی یاد بھی مزا دیتی ہے اور اس کا نام لینے میں بھی لذت محسوس ہوتی ہے تعلقات خوشگوار نہ ہوں تو نہ روح کے اندر تازگی پیدا ہوتی ہے اور نہ دل کو مزا آتا ہے کتنے خوش نصیب ہیں وہ انسان جو خدا کا نام لیتے وقت اپنی روح میں تازگی محسوس کرتے ہیں یہ تازگی ان کے تعلق باللہ کی دلیل ہے اللہ تعالٰے کا نام لیتے وقت ان کی روح بے چینی ہوتی ہے

کسی نے مجنوں کو جنگل میں ریت کے ٹیلے پر بیٹھا ہوا دیکھا وہ انگلی سے ریت پر کچھ لکھ رہا تھا جب اس سے دریافت کیا گیا کہ کیا کر رہے ہو گفت مشق نام لیلٰے مے کنم خاطر خود را تسلی مے دہم

اپنے دل کی تسلی کے لئے لیلٰے کے نام کی مشق کر رہا ہوں حق تعالٰی کی ذات کے ساتھ بھی وابستگی ہو تو اس کا نام لینے میں انسان جو لذت محسوس کرتا ہے اس لذت اور تسکین کا مزا انسان کی زبان سے نکلتے ہوئے الفاظ بیان نہیں کر سکتے اور نہ اس احساس کو تحریر و تقریر کے ذریعہ ظاہر کیا جا سکتا ہے یہی خوش نصیب دل سمجھ سکتا ہے جس کو یہ دولت نصیب ہو چلے

روح بیمار ہو تو یاد الٰہی بھی مزا نہیں دیتی جسم و روح کے اتصال کا نام زندگی اور ان دونوں کی مفارقت کو موت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے روح نکل جائے تو جسم بے کار ہو جاتا ہے جس طرح جسم کی حیات روح پر موقوف ہے اسی طرح دل کی حیات یاد الٰہی پر موقوف ہے دل کو یاد الٰہی نصیب ہو تو وہ زندہ کہلاتا ہے خدا کی یاد اور اسکی محبت دل سے نکل جاتے تو وہ صرف گوشت کا ایک لوتھڑا رہ جاتا ہے ایسے لوتھڑے کو دل کہنا صحیح نہیں ہے گوشت کا ایسا ٹکڑا تو حیوانوں میں بھی موجود ہوتا ہے تعلق ہو تو یاد آتی ہے محبت بے چین رکھتی ہے اور بے چینی میں اللہ کا نام خود بخود زبان پر آجاتا ہے دل کو عالم ملکوت سے ایسی مناسبت ہو کہ زبان کی مدد کے بغیر اللہ اللہ دل سے نکلے دل میں اگر اللہ کی یاد ہو اور زبان پر اس کا ذکر تو

بقیہ : بر صفحہ ۱۴

دین اسلام

محمد شفیع عمر دین (ٹھٹہ)

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے جو عالمگیر مکمل اور ابدی قانون ہے جو اس نے اپنے آخری نبی حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما کر اپنے بندوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ (المائدہ آیت ۳)

ترجمہ: آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا۔ اور میں نے تم پر احسان پورا کر دیا۔ اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔

یعنی

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس اُمت پر جو سب سے بڑا احسان فرمایا اس کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا دین اسلام بالکل مکمل کر دیا ہے۔ اب انہیں دین اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کی احتیاج نہیں۔ اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء بنایا۔ اور انس اور جن کی طرف مبعوث فرمایا۔ کے سوا کسی دوسرے نبی کی حاجت ہے۔

جسے آپؐ حلال کہیں اس کے سوا کوئی حلال نہیں۔ اور جسے آپ حرام فرمائیں اس کے سوا حرام نہیں۔

اور دین اور شریعت وہی ہے جسے آپؐ نے مقرر فرمایا۔

ہر چیز جو آپؐ نے بیان فرمائی بالکل برحق اور سچی ہے اور اس میں کوئی جھوٹ اور خلاف ہرگز نہیں۔" (تفسیر ابن کثیرؒ)

دین حق کے ساتھ بغض

مگر کوتاہ اندیش کافر اور مشرک دین حق کی راہ میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ اور اسے مٹانے کے درپے ہیں۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِهِمْ وَیَاْبَى اللّٰہُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ ۝ (التوبہ آیت ۳۲)

ترجمہ: چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں۔ اور اللہ اپنی روشنی کو پورا کئے بغیر نہیں رہے گا۔ اور اگرچہ کافر ناپسند ہی کریں۔

ف: یعنی جیسا کوئی پھونک سے چراغ بجھا دے وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جھوٹی باتوں سے دین اسلام کو نہ پھیلنے دیں۔ (موضح القرآن)

مگر

ان سیاہ بختوں اور کوتاہ اندیشوں کی یہ ہوس پوری نہ ہوگی۔ اور دین اسلام کو سب دینوں پر غلبہ حاصل ہوگا۔

ھُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝ (التوبہ آیت ۳۳)

ترجمہ: اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔

حاشیہ حضرت مولینا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

"اسلام کا غلبہ باقی ادیان پر معقولیت اور حجت و دلیل کے اعتبار سے، یہ تو ہر زمانہ میں بحمد اللہ نمایاں طور پر حاصل رہا ہے۔ باقی حکومت و سلطنت کے اعتبار سے وہ اس وقت حاصل ہوا ہے اور ہوگا جبکہ مسلمان

اصول اسلام

کے پوری طرح پابند اور ایمان و تقویٰ کی مضبوط اور جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدم تھے یا آئندہ ہوں گے، اور دین حق کا ایسا غلبہ کہ باطل ادیان کو مغلوب کر کے باطل صفحۂ ہستی سے محو کر دے یہ نزول مسیح علیہ السلام کے بعد قربِ قیامت کے ہونے والا ہے۔"

حاصل

یہ نکلا کہ مسلمانوں کی ترقی اور غلبے کا راز ان اصولوں پر منحصر ہے:-

(۱) اصول اسلام کی پوری طرح پابندی کرنا۔ ان اصولوں میں اول ارکان اسلام کا درجہ ہے جو یہ ہیں۔

(۱) اللہ کو ایک ماننا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا۔

(۲) نماز پڑھتے رہنا۔

(۳) زکوٰۃ دیتے رہنا۔

(۴) صاحب استطاعت کو حج کرنا۔

(۵) رمضان مبارک کے روزے رکھنا۔

(۲) تقویٰ و پرہیزگاری کو اپنا شعار بنانا۔ متقی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب احکام کو بلا چون و چرا تسلیم کرے اور ان پر عمل پیرا رہے۔ جس بات کے کرنے کا قرآن کریم اور حدیث شریف حکم دیں وہ کرے۔ جس بات سے یہ روکیں اس سے رک جائے۔

(۳) جہاد فی سبیل اللہ میں ثابت قدم رہنا۔

اب اگر ہم غور کریں تو ہماری موجودہ پست حالی کے ذمہ دار ہم خود ہیں جو ہم میں سے اکثریت ان اصولوں پر کاربند نہیں۔ (اِلّا ماشاء اللہ)

دین کے احکام سے اعراض

ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں کہ وہ ایمان لانے کے بعد حیلوں اور بہانوں سے دین کے کسی حکم کی تعمیل سے رک جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا منافقانہ روش ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّیْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَاَمْلٰى لَهُمْ ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْنَ کَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰہُ سَنُطِیْعُکُمْ فِیْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ (محمد آیت ۲۵-۲۶)

ترجمہ: بے شک جو پیچھے کی طرف الٹے پھر گئے بعد اس کے ان پر سیدھا راستہ ظاہر ہو چکا، شیطان نے ان کے سامنے برے کاموں کو بھلا کر دکھلایا اور انہیں آرزو دلائی۔ یہ اس لئے کہ وہ ان لوگوں سے کہنے لگے جنہوں نے اسے ناپسند کیا اس کو جو اللہ نے نازل کیا ہے کہ بعض باتوں میں ہم تمہارا کہا مانیں گے اور اللہ ان کی رازداری کو جانتا ہے۔

حاشیہ حضرت مولینا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

"منافقین اسلام کا اقرار کرنے اور اس کی سچائی ظاہر ہو چکنے کے بعد وقت آنے پر اپنے قول و قرار سے پھرے جاتے ہیں۔ اور جہاد میں شرکت نہیں کرتے۔ شیطان نے ان کو یہ بات سمجھاوی ہے کہ لڑائی میں نہ جائیں گے تو دیر تک زندہ رہیں گے۔ خواہ مخواہ جا کر مرنے سے کیا فائدہ۔ اور نہ معلوم کیا کچھ سجھاتا اور دور دراز کے لمبے چوڑے وعدے دیتا ہے۔ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا!

منافقوں نے یہود وغیرہ سے کہا کہ ہم ظاہر میں مسلمان ہو گئے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے ساتھ ہو کر تم سے نہ لڑیں گے بلکہ موقع لگا تو تم کو مدد دیں گے اور اس قسم کے کاموں میں تمہاری بات مانیں گے"۔

منافقوں کی موت کا منظر

فَکَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۝ (محمد آیت ۲۷)

ترجمہ: پھر کیا حال ہوگا جب ان کی روحیں فرشتے قبض کریں گے ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے ہوں گے۔

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولینا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

(بقیہ بر صفحہ ۱۳)

تاریخ اسلام کا ایک ورق

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"اے لوگو! ہم نے اسلام کی خاطر اور تبلیغ حق کی خاطر بڑی بڑی مصیبتیں برداشت کیں ہیں ہم فاقوں کی حالت میں میدان جہاد میں جاتے تھے، ہم نے ببولوں درخت کے پتوں کو کھا کر زندگی بسر کی، ہم نے تلوار کی چھاؤں میں اپنے ایمان و اسلام کو محفوظ رکھا ہے"

یہ الفاظ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں جو سرزمین عرب کے ساتویں مسلمان تھے اور یہ نصیحت اس زمانے کی ہے جب اسلام قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کو پاش پاش کر چکا تھا لیکن یہ ضروری تھا کہ مسلمانوں کو اسلام کے آغاز کا سبق آموز زمانہ باربار یاد دلایا جائے اور آج بھی اس زمانہ کی یاد ضروری ہے۔

ساتواں مجاہد

آپ کا نام سعد کنیت ابو اسحاق ہے۔ آپ قریشی ہیں، سترہ سال کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے، آپ سے پہلے صرف چھ شخص اسلام لائے تھے، اسلام میں داخل ہونے کا واقعہ خود حضرت سعد نے اس طرح بیان کیا ہے کہ میں ایک رات اپنے بالاخانہ پر سو رہا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک تاریک جنگل میں چلا جا رہا ہوں، ہر طرف اندھیرا چھا رہا ہے۔ دفعتاً آسمان پر چاند نمودار ہوا۔ اور اس کی نورانی چمک سے صحرا کا ہر گوشہ روشن ہو گیا، میں نے دیکھا کہ ابوبکر صدیق، علی مرتضیٰ، اور زید بن حارثؓ اس روشنی میں موجود ہیں جب میں بیدار ہوا تو بہت دیر تک اس خواب پر غور کرتا رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اسلام قبول کیا۔

آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کو بے حد محبت تھی، حضور اقدس بھی آپ پر خاص نظر کرم رکھتے تھے، آپ کو تبلیغ اسلام اور جہاد کا بڑا شوق تھا بہادری اور شجاعت میں مشہور تھے، حضور اکرم نے آپ کی بہادری کی وجہ سے آپ کو "الاسلام" کا معزز لقب عنایت فرمایا تھا اسد الغابہ میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص ہر خطرناک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہتے تھے۔ اور رات کو خواب گاہ کا پہرہ دیا کرتے تھے، جنگ احد میں جبکہ مسلمانوں میں انتشار پیدا ہوا۔ تو حضرت سعد نہایت استقلال کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہے اور کافروں پر تیر اندازی کرتے رہے حضور نے جوش عقیدت میں فرمایا۔

"اے سعد تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں، ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد کسی دور کے رشتہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہوتے تھے، ایک موقع پر عظیم الشان مجمع میں حضور اقدس نے نہایت فخر کے ساتھ انہیں اپنا ماموں فرمایا۔ اور صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا، بھلا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو سعد جیسا ماموں پیش کرے، امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت سعد کا بہت احترام کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میرے بعد اگر سعد کو خلیفہ بنایا جائے تو در حقیقت وہ خلافت کے لئے موزوں ہیں حضرت عمرؓ نے قریب قریب تمام اہم معرکوں میں حضرت سعد کو سپہ سالار بنا کر بھیجا۔ قادسیہ اور جلولا کی فتح کا سہرا حضرت سعد کے سر رہا۔ اور عراق اور مدائن کو بھی انہوں نے ہی تسخیر کیا۔

اسلامی خدمات

مورخین کا بیان ہے کہ حضرت سعد تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور جانبازی کے جوہر دکھائے، سفر کی حالت میں حضرت سعد بالعموم رسول اکرم کی خدمت و حفاظت کو اپنے ذمے لیا کرتے ہیں ہجرت کر کے جب حضور اقدس مدینے تشریف لائے اور کافروں کی طرف سے شورش بپا ہونے پر راتوں کو جاگنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضرت سعد ایک لمحہ کے لئے بھی حضور اکرم سے جدا نہیں ہوئے۔ جنگ احد کے موقع پر حضرت سعد نے جو بے نظیر خدمات انجام دیں ان کا ذکر تمام تاریخوں میں موجود ہے اصابہ میں ہے کہ جب مشرکین مکہ بے خبر مسلمانوں پر دفعتاً ٹوٹ پڑے تو سعد نے کافروں پر اس قدر تیر برسائے کہ وہ حواس باختہ ہو گئے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور چند لمحوں میں ان کی جمعیت منتشر ہو گئی، حضور اکرم نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ خداوندا سعد کی تیر اندازی کو قوی اور مضبوط کر، اور اس کی دعا قبول فرما۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقعہ پر حضرت سعد کو کوفہ کا گورنر بنا کر بھیج دیا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو وہاں کے سرکش لوگوں نے ان کو غیر منتظم ثابت کرنے کے لئے فتنہ انگیز اور بیہودہ کارروائیاں کرنی شروع کیں۔ اول تو حضرت سعد نے صبر و تحمل سے کام لیا۔ لیکن جب دیکھا کہ یہ فتنہ پرداز کسی طرح اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے تو آپ نے ان میں سے بعض کو گرفتار کر کے سخت سزائیں دیں اس بنا پر اہل کوفہ نے ایک وفد حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیجا اور کہا ہمیں حضرت سعد کی گورنری پسند نہیں ہے۔ آپ اگر ہماری وفاداری چاہتے ہیں تو کسی دوسرے شخص کو گورنر مقرر کر دیجئے اہل کوفہ کی درخواست سننے کے بعد حضرت عمرؓ نے مصلحتاً حضرت سعد کو معزول کر دیا۔ اور اصل حالات کی تحقیق کے لئے چند معتبر لوگوں کو بھیجا، اہل کوفہ کا ایک سردار ابوسعدہ تحقیقات کرنے والوں کے پاس آیا اور اس نے حضرت سعد کی موجودگی میں کہا کہ سعد ہمارے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں اور ہمارے مقدمات کا صحیح طور پر فیصلہ نہیں کرتے اور بلاوجہ ہم پر سختیاں کرتے ہیں، حضرت سعد ابوسعدہ کے بیان کو سن کر حیران رہ گئے، اور دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا خداوندا اگر تیرا یہ بندہ جھوٹ بول رہا ہے تو اسی وقت اس کو نابینا کر دے۔ اور کسی فتنہ میں مبتلا کر دے۔ ابھی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ دفعتاً وہ شخص اندھا ہو گیا اور بغاوت کے ایک فتنہ میں مبتلا ہو کر وہ سزایاب ہوا۔

تب اس نے پکار پکار کر کہا۔

"میں بوڑھا مبتلائے فتنہ ہوا اور سعد کی بددعا مجھے لگ گئی ہے۔"

حضرت سعدؓ کے اخلاق

حضرت سعد نہایت متقی، پرہیزگار، حق پسند اور عدل پرور تھے، معمولی قصور کی وجہ سے کبھی کسی پر ناراض نہیں ہوتے تھے، لیکن جب کوئی شخص غلط بیانی کرتا تھا تو سخت ناراض ہوتے تھے، بڑے بڑے امراء اور روساء ان کی سخاوت و شجاعت کی وجہ سے ان کے عاشق تھے اور ان سے ملاقات کرتے رہتے تھے لیکن ان کا یہ معمول تھا کہ جب کبھی کوئی ان سے ملنے کے لئے آتا تھا تو سب سے پہلے اسلام کی دعوت دیتے تھے پھر نیکی اور بھلائی کی ترغیب دیتے تھے۔ ان کی مخلصانہ تبلیغی سعی و کوشش سے ہزاروں آدمی مشرف باسلام ہوئے۔

حضرت سعد کبھی کبھی اپنے ابتدائی حالات بیان کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ اے لوگو ہم نے اسلام کی خاطر اور تبلیغ حق کی خاطر بڑی بڑی مصیبتیں برداشت کی ہیں، ہم فاقوں کی حالت میں میدان جہاد میں جایا کرتے تھے، ہم نے ببولوں درختوں کے

بقیہ بر صفحہ ۱۵

سینما بیشتر سماجی برائیوں کا سرچشمہ ہے

از محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ

سینما بینی آج کل ہماری سوسائٹی میں عیب شمار نہیں ہوتی حالانکہ یہ کئی سماجی برائیوں کا سرچشمہ ہے۔ ہم روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ نوجوان لڑکے جس طرح فلم ایکٹروں کے بال کٹے ہوئے دیکھتے ہیں اُسی فیشن کے بال بنوانے لگتے ہیں جس طرح کا لباس اُن کی تصویروں میں دیکھتے ہیں اسی طرح کا لباس زیب تن کرتے ہیں چال ڈھال حتیٰ کہ قیل و قال میں بھی فلم ایکٹروں کی نقل کرنا فخر سمجھتے ہیں یہی حال لڑکیوں کا ہے اُن کو اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں ہے کہ ہم بازاروں اور سڑکوں پر پھرنے کے لئے اور دیدہ زیب ملبوسات زیب تن کئے آزاد سٹرگشت کرنے کے لئے دنیا میں نہیں آئی ہیں بلکہ ہمارا محفوظ مقام اپنا گھر ہے۔ عام لوگوں کو اپنی زیب و زینت دکھانے کا جواز تو کہاں اسلام تو حقیقی بھائی کے ساتھ ایک مکان میں تنہائی میں بھی عریانی پسند نہیں کرتا مگر افسوس ہے کہ آج جتنی ترقی ہو رہی ہے وہ دراصل تنزل ہے مگر ہم ہیں کہ اُسے ترقی تصور کئے بیٹھے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ شریف لوگوں کے گھرانوں میں عفت مآب مستورات کی آواز تک نہیں سنی جاتی تھی اور اب یہ وقت آگیا ہے کہ جب تک مرد اور عورتیں مخلوط نشست و برخاست نہ رکھیں اس وقت تک محفل سُونی رہتی ہے اور اگر کوئی باغیرت انسان اسلامی حدود کا احترام کرے تو اُسے دقیانوس اور رجعت پسند اور جانے کیا کیا خطاب ملتے ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ چلو "حج" کر آئیں یا "بڑے گھر" سے ہو آئیں دراصل مراد سینما ہاؤس سے ہوتی ہے۔ تو بہ! خوف خدا نہیں کہ حج جیسے مقدس فریضہ کو مذاق کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور بڑے گھر سے بھی دراصل کعبۃ اللہ پر چوٹ پڑتی ہے۔ پھر سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ نوخیز بچوں تک کو بھی اس طرف رجوع کرایا جاتا ہے اور "تفریح" کے لیبل کے تحت مخرب اخلاق فلمیں ان کو دکھائی جاتی ہیں۔ عاشقی معشوقی کے تمام رموز و نکات نوعمر بچوں اور بچیوں کو اوائل عمر میں ماں باپ سینما کے وسیلہ سے خود سکھاتے ہیں اور پھر نتیجہ بھی خود ہی بھگتنے کے لئے تیار رہیں۔ بچوں کے لبوں پر قرآن کی آیات یا ذکر اللہ کی بجائے فلمی نغمے ہوتے ہیں چپکے سے کسی گلی میں چلے جائیے آپ کو سب گانوں کے بول گنگناتے دکھائی دیں گے اور راقم الحروف نے تو اپنے کانوں سے بھینسیں چراتے دیہاتی بچوں کو فلمی گانے گلے پھاڑ پھاڑ کر گاتے سنا ہے۔ آج کل ٹرانسسٹر نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ہے۔ فلم میں تصویر بھی پردۂ سکرین پر دیکھ لی اور بعد میں بغل میں ٹرانسسٹر دبائے چہل قدمی کرتے ہوئے گانوں کی دہرائی کرتے رہے۔ خدا تعالےٰ ہم لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے یہ ثقافت کے نام سے مذہب اور قومی کلچر سے بیگانہ کر دینے کے ذریعے ہیں۔ پھر نچلی کلاسوں میں تو گھنٹوں پہلے قطار بننا شروع ہو جاتی ہے اور دو چار ٹکٹ بیچ کر لوگ بلیک شروع کر دیتے ہیں پھر جو اُدھم مچتا ہے کپڑے پھٹتے ہیں اور گالی گلوچ ہوتا ہے اُس سے خدا ہی بچائے اگر یہی روپیہ اور وقت مسجدوں میں لگا کر سکون کی دولت حاصل کی جائے تو کیا حرج ہے مگر جو یہ بات کہے اُس کو ملا اور صوفی اور مردہ ضمیر کے القابات ملنے لگتے ہیں۔ ایک عجیب بات اور بھی ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ چلو جی آج فلاں جگہ بڑی اخلاقی فلم آئی ہے وہ دیکھ آئیں اور بعض اوقات سینماؤں میں چند ڈاڑھی والے لوگوں کو دیکھ کر بعض لوگ سینما کے جواز کا فتویٰ دینے لگتے ہیں خدا کے بندے یہ نہیں سوچتے کہ اگر ڈاڑھی رکھ کر کوئی چوری کرے تو کیا چوری جائز ہو جائے گی افسوس تو ایسے لوگوں پر بھی یقیناً آتا ہے جو ڈاڑھی کا نام بدنام کرتے ہیں مگر کیا کریں ہوا ہی ایسی چل نکلی ہے خدا معلوم لوگوں کو روپیہ اور وقت گنوا کر نیند حرام کر کے گھر کے نظام کو معطل کر کے کیا لطف آتا ہے ہمارے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اکثر تقریروں میں سینما بینی پر بعض قیمتی ارشادات فرمائے ہیں جو راقم الحروف کی مرتبہ اور زیر طبع کتاب ملفوظات مولانا احمد علیؒ میں سے درج کئے جاتے ہیں تاکہ نفس مضمون واضح ہو جائے۔ آپؒ نے فرمایا۔

(۱) "سینما کی "برکت" سے نوجوان طبقہ کا اخلاق تباہ اور برباد ہو رہا ہے (اس میں عورتیں اور مرد دونوں شامل ہیں) عشق اور عاشقی کے نئے نئے طریقے سکھائے جاتے ہیں جو فلم سب سے زیادہ بے حیائی اور جنسیات کو ابھارنے والی ہو زیادہ مقبول ہوتی ہے۔

(۲) "عورتوں کی عادت ہے کہ جب کسی میت پر بھی جاتی ہیں تو اچھے سے اچھے کپڑے پہن کر جاتی ہیں۔ وہ دراصل تعزیت کے لئے نہیں بلکہ کپڑے دکھانے جاتی ہیں اس سے مرد کا دل للچاتا ہے اور اچھے مرد کو دیکھ کر عورت کا جی للچاتا ہے۔ عورتیں کوئی مریم کی بیٹیاں تھوڑا ہی ہیں۔ ایمان جانے کا خطرہ دونوں کے لئے یکساں ہے اور سینما تو عیاشی کے اڈے ہیں۔ وہاں سے کس کا ایمان سلامت رہے گا؟ عورتوں اور مردوں کو چاہیئے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اُسے دوسروں تک پہنچا دیں بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ کَانَ آیَۃً کہ احمد علی آج سینما کے متعلق یہ کچھ کہتا تھا۔ تو جب جان ہماری نہیں، مال ہمارا نہیں تو پھر ان کو اس طرح برباد نہیں کرنا چاہیئے جب ہم مویشیوں کو پالتے ہیں تو اس لئے کہ اس سے ہل جوتیں۔ رزق خدا تعالےٰ نے اس لئے دیا ہے کہ کھا کر اس کی عبادت کریں نہ اس لئے کہ سینما جا کر دوسرے مردوں کے ساتھ اپنا ایمان خراب کریں"

(۳) "اس جہان میں خیر و شر کے لئے یا نیک و بد دونوں لائنیں ریل کی پٹڑی کی طرح برابر چلی جا رہی ہیں اور یہ دونوں لائنیں اُس وقت تک ختم نہیں ہو سکتیں جب تک جہان کو ختم نہ کر دیا جائے۔ ختم ہونے کے بعد ہی حساب بیباق ہو سکتا ہے کہ ہر شخص نے دنیا کے پیدا ہونے کے بعد کس لائن کی حمایت کی اور پھر خیر والوں نے خیر کی حمایت میں کتنی محنت کی اور کتنی تکلیف اٹھائی اور شر والوں نے شر کی لائن کی کتنی تائید کی، کتنا روپیہ صرف کیا وغیرہ وغیرہ۔ مثلاً جب تک دہلی میں شاہجہان رحمۃ اللہ علیہ کی بنائی ہوئی جامع مسجد ہے اور قیامت تک جتنے مسلمان اس میں نمازیں پڑھیں گے اور ذکرِ الٰہی کریں گے اُس وقت تک شاہجہان رحمۃ اللہ علیہ کی اس نیکی کا ثواب ختم نہیں ہو سکتا۔ جو سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی بناء کی ہوئی ہے ہر نمازی اور ہر ذاکر کا ثواب جو اس مسجد میں بیٹھ کر کرے گا عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچتا رہے گا۔ اور جس شخص نے سینما ایجاد کیا ہے جب تک یہ رہے گا، جتنا روپیہ لوگ اس میں برباد کریں گے، جتنا وقت ضائع کریں گے، جتنے لوگوں کے اخلاق خراب ہوں گے۔ سب کا گناہ اُس موجد کو بھی ہوتا رہے گا"

(۴) یہ عاجز گنہگار، ادنیٰ سے ادنیٰ خادم سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کا خادم جو شیرانوالہ دروازہ مسجد لائن والی میں ۳۷ سال سے لاہور میں بفضلہٖ تعالےٰ درس قرآن دے رہا ہے حکومتِ پنجاب کی خدمت میں پیشکش کرتا ہے کہ اگر شہر لاہور کے نظم و نسق سے تعلق رکھنے

والے سرکاری عہدہ دار ایک ہفتہ کے لئے سارے اختیارات میرے سپرد کر دیں، تمام عہدہ دار تنخواہیں خود لیں، الاؤنس وصول کریں ۔ میں خدا کے فضل سے بلامعاوضہ خدمت کروں گا فقط اختیارات مجھے دے دیں انشاء اللہ تعالٰے ایک ہی دن میں مملکتِ خداداد پاکستان میں اسلام کی بنیاد رکھی جائے گی اور لاہور کے لاکھوں باشندے شہادت دیں گے کہ واقعی آج لاہور میں پاکستان کی بنیاد رکھی گئی ہے ۔ اگر دو بجے دن کے اس عاجز احمد علی کو لاہور کے نظم و نسق کے اختیارات سپرد ہوں گے تو حکم دوں گا کہ تمام سینما خانے مقفل کر دیے جائیں ۔ لاہور کے بعض انگریزی دان مبصرین کی تحقیق ہے کہ لاہور کے سینما کی آمدنی چالیس ہزار روپے روزانہ ہے اس حساب سے ایک ماہ کی آمدنی بارہ لاکھ روپے بن جاتی ہے اور چونکہ فلمیں بھارت سے آتی ہیں اس لئے اس آمدنی میں سے ۶۰ فیصدی بھارت کو جاتا ہے ۔ میرے بھائی! سینما سے کیا نتیجہ نکلا؟ روپیہ برباد، وقت ضائع، اخلاق تباہ ۔ مثلاً سینما کے ان شوؤں سے نوجوانوں کے اخلاق پہ کیا اثر پڑے گا" "کس کی پیاری" "دو گھڑی کی موج" "شادی کی پہلی رات" "دوپٹے والی"

(۵) اے موجودہ دور کے مسلمان! اگر تو نماز نہ پڑھے روزہ نہ رکھے اور شراب پیئے اور ڈانس کرے اور روزانہ سینما کے شو دیکھے پھر اگر تیرا نام محمد دین ہو یا الہ دین ہو یا اللہ دِتا ہو یا عبداللہ جان ہو یا عبداللہ خان ہو ۔ اللہ تعالٰے تم سے ناراض ہوگا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے ناراض ہوں گے ۔ روزانہ کے ڈائری نویس! (کِرَامًا کَاتِبِین) فرشتے تم سے ناراض ہوں گے اللہ تعالٰے کی ان نافرمانیوں کے ہوتے ہوئے تم خیال کر سکتے ہو کہ اللہ تعالٰے کی مدد تمہارے شاملِ حال ہو سکتی ہے؟

(۶) "پاکستان میں ایسے آدمی بکثرت پائے جاتے ہیں جو دین کا مذاق اڑاتے ہیں ۔ زنا، شراب، سینما اور ڈانس ان کا مشغلہ ہے ۔ نماز کے قریب بھی نہیں جاتے ۔ جب نماز کے متعلق ان سے کہا جاتا ہے کہ "تساں نماز نال کی بنا لیا؟" (آپ نے نماز سے کیا بنا لیا؟) ہم نے نماز سے وہ کچھ بنا لیا جس کی تمہیں کچھ سمجھ نہیں ۔ گھوڑے کو پہلے تو کھلاتے پلاتے ہیں اور پھر اس کو تانگے میں جوتتے ہیں ۔ اسی طرح گائے بھینس وغیرہ کو پہلے چارہ کھلاتے ہیں پھر دودھ دوہتے ہیں لیکن انسان سمجھتا ہے کہ کھانے پینے کے بعد میں سینما اور ڈانس کے لئے فارغ ہوں ۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ کما کر لانے کے بعد اللہ اللہ کرتے لیکن یہ پاگل اس وقت فضول باتوں میں وقت ضائع کرتے ہیں"

(۷) "گمراہی کا گائیڈ شیطان ہے جو سینما کو لے جاتا ہے اور جہنم کا ٹکٹ دلاتا ہے ۔ بیوی بچوں کو جلدی جلدی کھانا کھلا کر تیار کرتے ہیں اور میاں صاحب سب کو لے کر سینما پہنچاتے ہیں اور وہاں سے جہنم کا ٹکٹ خریدتے ہیں"

(۸) "یاد رکھو جو مرد یا عورتیں سینما میں کنجریوں کا گانا سننے کے لئے جاتے ہیں وہ سب بدمعاش ہیں ۔ چاہے وہ ایم اے ہو یا پی ایچ ڈی یا کوئی جاہل ہو ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر کسی اجنبی عورت پر بلیساختہ نظر پڑ جائے تو معاف ہے لیکن دوبارہ جان بوجھ کر اسے جھانکنا حرام ہے ۔ آج کل مرد عورتوں کو دیکھنے کے لئے اور عورتیں مردوں کو دیکھنے کے لیئے سینما میں جاتے ہیں ۔ اے دوسروں کی بیویوں اور لڑکیوں کو جھانک کر دیکھنے والو! کیا تم اپنی لڑکی یا بیوی کو سرِعام دوسرے لوگوں کو دکھانا پسند کروگے کہ یہ دیکھو میری بیٹی کتنی خوبصورت ہے اس کی آنکھیں کتنی خوبصورت ہیں ۔ اگر تم اپنی بیوی یا بیٹی کو دوسروں کو دکھانا پسند نہیں کرتے تو اوروں کی لڑکیوں اور بیویوں کو تم کیوں دیکھتے ہو؟ تم کو شرم نہیں آتی؟"

سینما خیر و تقویٰ سے بنا دیتا ہے بیگانہ
سینما ہے فجور و فسق کا افسون و افسانہ

سینما عفت و پاکیزگی کا ایک مقتل ہے
نسائیت کی عظمت کیلئے زہر ہلاہل ہے

سینما زندگی کو راہ جنت سے ہٹاتا ہے
سینما آخرت کی فکر سے غافل بناتا ہے

یہ ذوقِ فلم بینی ہے سراسر معصیت کاری
خیالوں کی، نگاہوں کی، سماعت کی گنہگاری

بقیہ: ریاضت اور مجاہدہ کی تعلیم

تعلقات کی استواری کی دلیل ہے کسی کو بھول کر بھی یاد نہ کیا جائے نہ اس کو کوئی نامہ و پیام ہی بھیجا جائے اور نہ ادھر سے کوئی پیام آئے تو یہ عدم تعلق کی علامت ہے جب یہ حالت ہو تو پھر اپنے دل سے دریافت کیجیے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ آپ کے تعلقات کیسے ہیں دل کا فیصلہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا زبان پر جس کا ذکر ہو اور دل میں بھی اس کی یاد ہو تو وہ قریب ہوتا ہے اُسے دور نہیں کہا جا سکتا دور تو وہ ہوتا ہے جس کی نہ دل میں یاد ہو اور نہ زبان پر اس کا ذکر ۔ دل میں بسنے والا اور ذکر بن کر زبان پر آنے والا دور نہیں ہوتا دل کی آنکھیں اس کو دیکھتی ہیں اور دل کے کان اس کی آواز کو سنتے ہیں انسان جب ایسی ہستی کے دروازے پر گر جاتا ہے ایسی کریم ذات سے جو رحم و کرم کی خالق ہے یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ سہارا نہ دے گی ۔

اللہ کی یاد زندگی ہے اور غفلت موت غافل انسان مردہ ہوتا ہے کیونکہ اس کا دل یادِ الٰہی سے غافل ہوتا ہے اور ذاکر مر کر بھی حیاتِ جاودانی کا مالک ہوتا ہے ۔

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ۔ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا ۔ بندہ جب مولا کی یاد میں محو ہو جاتا ہے تو کثرتِ ذکر کے باعث ذاکر سے مذکور بن جاتا ہے محبت ہی کا یہ اعجاز ہے کہ ذاکر کو مذکور بنا دیتی ہے ۔

اللہ کا ذکر کریں اور لذت نہ آئے یہ ناممکن ہے ہر چیز میں خاصہ ہے اللہ کے ذکر میں بھی خاصہ ہے نمک زبان پر رکھیں تو لذت آئے مرچ زبان پر رکھیں تو کڑوی معلوم ہو کھانڈ رکھیں تو میٹھی معلوم ہو لیکن اللہ کا نام لیں تو لذت نہ آئے یہ ہو نہیں سکتا ہاں اگر دل ہی سیاہ ہو گیا ہو تو یہ الگ بات ہے ایک مرتبہ اللہ کہنا دونوں جہان کی نعمتوں سے افضل ہے اور وہ حلاوت و لذت اس نام میں ہے کہ ہفت اقلیم سلطنت بھی اس کے مقابلہ میں ہیچ ہے ؎

اللہ اللہ ایں چہ شیریں است نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

تاریخ کے آئینے میں

تھی جس کی رگ و پے میں فقط مستیٔ کردار

یعقوب سروش

جنگل کی آگ کی طرح سارے شہر اور پوری مملکت اسلامیہ میں یہ خبر پھیل گئی کہ اسلام کا ایک مایہ ناز فرزند احمد بن حنبل ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گہری نیند سو گیا ہے۔

فجر کی نماز کے ساتھ ہی بغداد کی شاہراہوں مسجدوں گلیوں، بازاروں اور دکانوں میں جیسے آدمیوں کا ایک زبردست سیلاب آگیا تھا، پورے شہر پہ اداسی چھا گئی تھی اور ہر آنکھ پرنم تھی۔

احمد بن حنبل کی شخصیت بڑی پرشکوہ تھی، وہ صلاح و تقویٰ، تفقہ اور عزیمت کا ایک عجیب و غریب مرقع تھے انہوں نے اپنا سارا سرمایۂ حیات، اپنی ساری توانائیاں، اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور اپنا سب کچھ رضائے الٰہی کے حصول اور اسلام کی سربلندی کی راہ میں لگا دیا تھا، ان کے اخلاق و کردار میں سورج کی کرنوں کی سی تابناکی تھی، ان کی نگاہوں میں جلال خداوندی سمایا ہوا تھا۔ عشق الٰہی کی سرشاریوں نے ان کے اندر بے مثال استقامت پیدا کی تھی، وہ بارہا آزمائش کی بھٹیوں میں جھونکے گئے لیکن وہ ہر دفعہ کندن بن کر ہی نکلے، جیل کی تاریک اور گھناؤنی فضاؤں نے ان کا استقبال کیا مگر جبین مقدس پر کسی وقت بھی ایک شکن تک پیدا نہ ہو سکی، بوجھل بیڑیوں اور ہتھکڑیوں کی مکروہ جھنکار نے ان کی عزیمت کو للکارا لیکن آہنی ارادوں میں تزلزل کی ایک ادنیٰ سی جھلک بھی نہ دکھائی دی، بھوک اور پیاس کی جان لیوا اذیتوں نے ان پر یلغار کی مگر ان کی ہمت کبھی نہ ڈگمگائی، آتنی عالی ہمتی، بلند ظرفی، اور حق کوشی کے باوجود ان میں نہ تو نخوت تھی اور نہ کبر وہی شانِ استغنا اور وہی انداز خاکساری۔!!

آج سارا بغداد سوگوار ہو گیا تھا اسی شہر کی سڑکوں پر وہ پابجولاں ہو کر شاہی دربار گئے تھے، یہیں انہوں نے مسئلۂ خلق قرآن کے خلاف اپنی پوری قوت کے ساتھ نعرہ بلند کیا تھا۔ وقت کے بڑے بڑے علماء دین مصلحت کے تقاضوں سے مجبور ہو کر مسئلۂ خلق قرآن کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے جا رہے تھے لیکن انہوں نے دم واپسیں تک اس فتنہ کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ جب وہ اپنی اسی "حق گوئی" کے جرم میں گرفتار ہو کر شاہی دربار کو جا رہے تھے تو سڑک پر ایک راہ گیر تیزی سے ان کی طرف آیا۔

"السلام علیک یا احمد"

سلام کا جواب دیکر وہ راہ گیر کی طرف دیکھنے لگے "تم جانتے ہو احمد کہ میں کون ہوں ـــ" پھر جواب کا انتظار کیئے بغیر اس نے خود ہی کہا "میں بغداد کا مشہور ڈاکو ابوالہیثم ہوں میری بداعمالیوں سے سارا ملک پریشان ہے میں بار بار گرفتار ہوتا ہوں اور بار بار چھوٹ جاتا ہوں، اس کے بعد پھر پکڑا جاتا ہوں، میری پیٹھ پر تقریباً اٹھارہ ہزار کوڑے برس چکے ہیں مگر داد دو میری مستقل مزاجی کی، جوں ہی قید سے رہائی پاتا ہوں، پھر اسی ڈکیتی اور رہزنی کی راہ پر چلتا ہوں، میری یہ استقامت شیطان کی راہ پر ہے اور دنیا حاصل کرنے کے لیے ہے۔" پھر ڈاکو نے اپنی آواز کو قدرے بلند کرتے ہوئے کہا "احمد تم راہ الٰہی پر گامزن ہو، اس راہ پر اگر تم اتنی بھی استقامت نہ دکھا سکو جتنی میں دکھا رہا ہوں تو یہ کتنے دکھ کی بات ہوگی" ڈاکو مسلسل بولتا جا رہا تھا اور احمد کے دل میں اس کی ایک ایک بات اترتی جا رہی تھی اب ان کی ہمتوں میں آسمان کی سی رفعت پیدا ہونے لگی اور وہ ایک نئے عزم کے ساتھ آگے بڑھنے لگے۔

خلیفہ معتصم باللہ کے عہد حکومت میں احمد بن حنبلؒ پر پیہم آزمائشوں کا دور شروع ہوا، خلیفہ اپنی پوری سطوت سلطانی کے ساتھ کھڑا ہو جاتا اور پکار کر کہتا۔

"احمد ـــ خدا کی قسم میں تم پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہوں جس قدر کہ اپنے بیٹے پر، اگر تم قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کر لو تو واللہ میں ابھی اپنے ہاتھوں سے تمہاری بیڑیاں کھول دوں گا ـــ!"

امام عالی مقام نے گردن اٹھائی، جلادوں کا کوڑا اپنی پوری وحشت ناکیوں کے ساتھ ان کے سر پر منڈلا رہا تھا۔ سارے درباری آنکھیں پھاڑ کر کبھی امام احمد کو، کبھی جلادوں کو اور کبھی سلطان کو دیکھ رہے تھے، احمد نے محسوس کیا کہ اتنی بڑی دنیا میں وہ یکہ و تنہا ہی فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے رہ گئے ہیں" نہ کوئی ساتھی ہے نہ مددگار، نہیں.... نہیں بجلی کی سی سرعت کے ساتھ وہ غور کرنے لگے، وہ اکیلے اور بے یار و مددگار نہیں ہیں، خالق کائنات ان کی پشت پناہی کر رہا تھا، تصور کی اس جامعیت نے ان کے سارے بدن میں توانائیوں کی ایک برقی لہر سی دوڑا دی، ان کا دل اطمینان اور سکینت سے لبریز ہو گیا اور پھر انہوں نے باوقار انداز میں جواب دیا "اللہ کی کتاب میں سے کچھ دکھلا دو، اس کے رسولؐ کا کوئی قول پیش کر دو پھر میں ضرور اقرار کر لوں گا، ان دونوں کے علاوہ میں کسی بات کو نہیں جانتا"

ایک مصلحت کوش عالم دین نے کہا "احمد ذرا حکمت سے کام لو ـــ ورنہ یہ ضد تمہیں تباہ کر دے گی" احمد کے چہرے پر طنز آمیز مسکراہٹ پھیل گئی "یہ تو کوئی دلیل نہیں ہے !!"

اور معتصم باللہ کا اشارہ پا کر تازہ دم جلادوں نے امام احمدؒ کی مقدس پیٹھ پر کوڑے برسانے شروع کر دیئے جلاد کی ہر ضرب کے ساتھ

"القرآن کلام اللہ غیر مخلوق" کی صداؤں سے فضا گونج اٹھتی ـــ احمد کا سارا جسم خون میں لت پت ہو گیا تھا، کوڑوں کی تاب نہ لا کر بیہوش ہو کر گر پڑے اور جب ہوش میں آئے تو ان کی خدمت میں پانی کا ایک گلاس پیش کیا گیا، ان کی زبان سوکھ کر کانٹا ہو گئی تھی "نہیں ـــ" اللہ کے جانباز سپاہی کی آواز بلند ہوئی "نہیں میں روزہ نہیں توڑ سکتا ـــ!!" ان کو محسوس ہوا کہ ان کی روحانی طاقت ہزار گنا بڑھ گئی ہے۔ اسی حال میں جبکہ ان کا سارا جسم خون میں نہا چکا تھا تو ظہر کی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اپنے رب سے سرگوشی کرنے کے لیئے۔!!

نماز کے بعد ایک فقیہہ حرم نے اعتراض کیا "احمد تم نے نماز پڑھی جبکہ تمہارے بدن سے خون بہہ رہا تھا۔ مسئلہ کی رو سے تمہاری طہارت کہاں رہی ؟" احمد نے ایک ٹھنڈی آہ بھر کر کہا "مگر میں نے وہی کیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ وہ صبح کی نماز میں زخمی ہوئے لیکن اسی حالت میں انہوں نے نماز پوری کی تھی !!"

آج یہی مرد جلیل ۹ دن کی بیماری کے بعد چل بسا تھا اور سارا شہر ماتم کدہ میں تبدیل ہو گیا تھا۔ لوگ کشاں کشاں جنازے کے لئے آرہے تھے، حد نظر تک آدمی ہی آدمی تھے۔ یہ ہجوم دھیرے دھیرے بڑھتا ہوا لاکھوں کی تعداد تک پہنچ گیا یہ سارا ہجوم، پہاڑی راستوں سے بہنے والے دریا کی طرح گلیوں بازاروں اور شاہراہوں سے سرکتا ہوا ایک وسیع میدان میں جمع ہو گیا۔ (۸) لاکھ مردوں اور ساٹھ ہزار عورتوں کے اس اجتماع عظیم نے بھیگی نظروں سے اس مردِ مومن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خدا حافظ کہا ـــ!

امام احمد بن حنبلؒ اس دنیا میں نہیں رہے ان کا پاکیزہ کردار آج بھی صبح درخشاں کی طرح

بقیہ

تھوڑی دیر اہل حق کے ساتھ

محمد یونس نگرامی ندوی

(۱) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ہر وقت ڈوبے رہتے تھے۔

مدینہ سے باہر اس خوف سے نہ جاتے تھے کہ کہیں موت نہ آجائے اور وہ مدینہ سے دور رہیں۔ مدینہ کی گلیوں میں چلتے تو قدم سنبھال کر رکھتے کہ کہیں حضور کا قدم مبارک نہ پڑا ہو۔

اسی محبت کا نتیجہ ہے کہ ابو سعید حلیہ میں مثنی بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک نے ارشاد فرمایا کہ میری کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیدار سے مشرف نہ ہوا ہوں۔

امام مالک کے بارے میں یحیٰی بن سعید قطان اور یحیٰی بن معین فرماتے تھے کہ امام مالک حدیث میں مسلمانوں کے امیر المومنین ہیں۔ اسی حدیث نبوی سے شیفتگی کا یہ اثر ہوا کہ ان کی کتاب مؤطا کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ روئے زمین پہ قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب مؤطا امام مالک ہے۔

(تنویر الحوالک فی شرح المؤطا امام مالک)
(ج ۱۔ ص ۳، ۷)

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ہمراہ کہیں تشریف لئے جا رہے ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ راستے میں ایک مری ہوئی بکری پڑی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس مردہ بکری کو ایک درہم میں کون خریدے گا۔

شمع نبوت کے پروانوں نے جواب دیا۔ اے رسول اللہ اس کو تو کوئی مفت لینا بھی پسند نہ کرے گا۔

اس جواب پر آپ کچھ دیر خاموش رہے پھر ارشاد فرمایا۔ خدا کی قسم دنیا کی حیثیت اللہ کے نزدیک اس مری ہوئی بکری سے بھی کم ہے۔

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ مسلم شریف)

(۳) حضرت ابوہریرہؓ کہیں تشریف لئے جا رہے ہیں۔ راستہ میں صحابہ ہی کی ایک جماعت ملتی ہے جس کے سامنے ایک بھنی ہوئی بکری رکھی ہے یہ حضرات ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ کو بھی مدعو کرتے ہیں۔ لیکن حضرت ابوہریرہؓ کھانے کو دیکھ کر سر جھکا لیتے ہیں اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ کا زمانہ یاد آجاتا ہے اور آپ کے کھانے بھی سامنے آجاتے ہیں، دل بے چین ہو جاتا ہے گلوگیر آواز میں صحابہ کو جواب دیتے ہیں نہیں بھائی میں نہیں کھا سکتا ہوں۔ ہمارے رسول اللہ اس دنیا سے تشریف لے گئے لیکن خدا کی قسم جو کی روٹی بھی اتنی نہ تھی کہ آپ آسودہ ہو جاتے۔

راوی کا کہنا ہے کہ لوگوں کا یہ سننا تھا کہ سب کے دل مغموم ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

(مشکوٰۃ شریف بحوالہ مسلم شریف)

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ایک روز نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی پیٹھ پر چٹائی کے نشانات پڑے تھے۔ جب میں نے اس پر عرض کیا کہ اے رسول اللہ آپ اس چٹائی کو تبدیل کیوں نہیں کر دیتے ہیں اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا اے عمر خطاب دنیا ہم لوگوں کے لئے نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف بحوالہ بخاری مسلم شریف)

بقیہ دین اسلام

"جب عذاب والے فرشتے ان کی روح قبض کریں گے اس وقت ان بے ایمانوں کی کیا حالت ہو گی"

یہ سزا انہیں اس لئے ملی کہ انہوں نے پسندیدہ اور سچے دین اسلام سے روگردانی کی۔

ذَالِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ (محمدؐ آیت ۲۸)

ترجمہ:۔ یہ اس لئے کہ یہ اس پر چلے جس سے اللہ ناراض ہے۔ اور انہوں نے اللہ کی رضامندی کو برا جانا پھر اس نے بھی ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔

یعنی

اللہ کی خوشنودی کا راستہ پسند نہ کیا۔ اسی راہ چلے جس سے وہ ناراض ہوتا تھا۔ اس لئے موت کے وقت یہ بھیانک سماں دیکھنا پڑا۔ اور اللہ نے ان کے

کفر و طغیان

کی بدولت سب عمل بیکار کر دیئے۔ کسی عمل نے ان کو دوسری زندگی میں فائدہ نہ دیا۔

(حضرت مولینا عثمانیؒ)

اللہ تعالےٰ کو کفر ناپسند ہے

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

(الزمر آیت ۷)

ترجمہ:۔ اگر تم انکار کرو تو بے شک اللہ تم سے بے نیاز ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر اپنے رب ہی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔ سو وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو بے شک وہ سینوں کے بھید جاننے والا ہے۔

دُعا

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ۔

ترجمہ:۔ اے دلوں کے پھیرنے والے (اللہ تعالیٰ) میرا دل اپنے دین (اسلام) پر محکم رکھ۔ آمین۔

ایک مفسرِ قرآن ـــــ ایک ولیٔ زمان

(۱۰)

چودھری محمد یوسف ایم۔اے

بلاشبہ حضرت مولانا کی کتابِ زندگی ان گنت اور بے شمار خوبیوں سے بھرپور ہے ان تمام خوبیوں کو یکجا کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ طوالت کا خوف اور نوکِ قلم کی درماندگی کو اعترافِ عجز کے سوا چارہ نہیں تاہم آپ کے بعض ذاتی محاسن کا ذکر و اذکار نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے بغیر آپ کی کتابِ زندگی نامکمل ہو کر رہ جاتی ہے۔ آپ کے ذاتی اوصاف و محاسن کے ساتھ ساتھ قاری کے لئے ضروری ہے، کہ وہ لمحہ بھر کے لئے "حاملِ خلقِ عظیم" کے اخلاقی محاسن کو پیش نظر رکھ کر حضرت مولانا کے حسنِ اخلاق کا تحقیقی تجزیہ کرے۔ ہادیٔ اسلام کے خلقِ عظیم کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد ذہن کسی بھی ایسی فرسودگی اور پامالی کو راہ میں حائل ہونے نہیں دیتا جو حضرت مولانا کے اخلاقی محاسن کو خلقِ مصطفوی کی مطابقت میں اپنی مجوزہ راہ اختیار کرنے میں بخل سے کام لیتے ہوں۔ اگر قارئین میری اس رائے کو محض حسنِ عقیدت پر محمول نہ فرمائیں تو پھر مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں، کہ حضرت مولانا کی زندگی کا ہر قدم رسولِ ہاشمی کے نقشِ قدم کے عین مطابق اٹھتا رہا۔ اغلباً اسی نقطۂ نگاہ کی صراحت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے اس طرح فرمائی کہ مولانا احمد علی مرحوم صحابہ کے قافلہ سے بچھڑ گئے۔ یقیناً جس طرح صحابہ رسولِ محبوبِ خدا کے نقشِ قدم پر چلتے رہے بعینہ حضرت مولانا مرحوم رسولِ گرامی کی متعین کردہ راہ پر چلنے کے لئے زندگی بھر کوشاں رہے ہم نے مختلف مذہبی کتابوں میں پڑھا ہے کہ آمنہ کا لال اپنوں کے علاوہ غیروں کا بوجھ اٹھا لینے میں بھی عار محسوس نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کافر بڑھیا کا بوجھ اٹھا کر اس کے گھر تک پہنچا دیا جو محض اس لئے اپنے وطن کی عطر بیز فضاؤں کو الوداع کہہ کر ایک اجنبی ماحول کی تلخی کو اپنے لئے گوارا سمجھتی تھی کہ کہیں ایک جادوگر کی فسوں کاری کا نشانہ نہ بن جائے جس جادوگر کی جادوگری سے یہ بڑھیا خوف زدہ تھی، اس سحر آفریں نے اس بڑھیا کا بوجھ اٹھا کر خلقِ عظیم کے جادو کے زور سے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنا والہ و شیدا بنا لیا۔ یقیناً یہی وہ شمشیرِ اخلاق تھی، جس کے ایک وار سے حضرت مولانا بڑے سے بڑے مغرور کی گردنِ غرور کو جھکا دیتے۔ ہم ذیل میں ایک ایسا واقعہ نقل کرتے ہیں جس کے پڑھنے سے قارئین بہت جلد ہماری اس رائے سے اتفاق کرنے لگیں گے کہ واقعی حضرت مولانا تاحینِ حیات پیغمبرِ خدا کے نقشِ قدم پر چلتے رہے یہ واقعہ یقیناً سطورِ بالا میں مذکور واقعہ سے بہت حد تک مماثلت رکھتا ہے۔ اس واقعہ کے راوی مولانا عبدالشکور صاحب ہیں جو اس وقت دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب صدر مدرس کی معیت میں سہارن پور سے کیمبلپور آ رہے تھے۔ ہمارے ساتھ کچھ طلبہ دورۂ تفسیر کے لئے حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آ رہے تھے۔ اُدھر حضرت مولانا احمد علی صاحب دیوبند کے اکابرین کے استقبال کے لئے ریلوے اسٹیشن پر تشریف فرما تھے۔ اتفاق سے یہ لوگ متوقع گاڑی سے نہ آ سکے چونکہ طلبہ مسجد شیرانوالہ کے مقام سے ناواقف تھے۔ اس لئے مولانا عبدالشکور صاحب نے حضرت مولانا کی خدمت میں ناواقفیت کی بنا پر یہ درخواست کی کہ آپ طالب علموں کو حضرت مولانا احمد علی صاحب کے ہاں پہنچا دیں حضرت مولانا نے بغیر کسی پس و پیش کے طلبہ کا سامان حتی المقدور اٹھا کر مسجد میں پہنچا دیا۔ طالبعلم یہ دیکھ کر غرقِ ندامت ہوئے کہ ان طلبہ کا ذاتی سامان اٹھانے والا کوئی معمولی باربردار نہیں بلکہ اپنے زمانے کا شیخ التفسیر ہے۔

حضرت اپنے خادموں اور شاگردوں کی کوتاہیوں کو نظر انداز کرنے میں بڑے فیاض تھے عام مشاہدہ کی بات ہے کہ اساتذہ اپنے شاگردوں سے وہ ربط و تعلق قائم رکھنے کے روادار نہیں جس کے وہ بہرحال مستحق ہیں۔ حالانکہ مذہبی اور سماجی نقطۂ نگاہ سے اساتذہ اور شاگردوں کے مابین بڑا لطیف ربط و تعلق ہوتا ہے۔ استاد شاگرد کے لئے شفقت اور محبت کا سرچشمہ ہوتا ہے اور شاگرد استاد کی زبان ہوتا ہے یعنی ادب و طاعت۔ شاگرد کی کتابِ زندگی کا زریں باب ہوتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ تاریخ کے بدلتے ہوئے ادوار میں ایک ایسا دور بھی آیا جب کہ اساتذہ شاگردوں کے ساتھ شریکِ طعام ہونا اپنے لئے مسرت و شادمانی کا پیش خیمہ سمجھتے تھے اور آج استاد کو اس فعل کے گرد و پیش میں ذلت و رسوائی اور احساسِ کمتری کا بسیرا نظر آتا ہے۔ راولپنڈی کے ایک نام نہاد خطیب اعظم اپنے شاگردوں سے صرف اس لئے نالاں تھے کہ وہ اپنے اساتذہ کی رفاقت کا دم کیوں بھرتے ہیں۔ مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ میری موجودگی میں مذکورہ خطیب اعظم نے خطابت کے جوش میں اپنے ایک شاگرد کو ڈانٹ پلاتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر میں تمہیں روٹی کا ٹکڑا نہ دوں تو تم کتوں کی طرح دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرو۔ یہ شاگرد زار و قطار رو رہا تھا۔ اس کی آنکھ اشکبار تھی۔ چشم گریاں تھی، سینہ بریاں تھا اور آہ سوزاں تھی۔ اس واقعہ کے چند ہی ایام کے بعد خطیب اعظم صاحب کو نہایت ذلت و رسوائی کے ساتھ خطابتِ عظمیٰ کی مسند جلیلہ سے فطرت نے اتار پھینکا اور اب کوئی ان کا پرسانِ حال نہیں۔ وہ شان و شوکت اور رعب و طنطنہ گھٹ کر مر گئے ہیں جن پر وہ ایک مدت سے نازاں تھے۔ گردشِ لیل و نہار نے غرور و تکبر کی تمام آلائشیں چاٹ لی ہیں اور وہ ہیں کہ مشتِ غبار سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس اعتبار سے بھی مولانا قابلِ صد احترام ہیں۔ وہ شفقت کی رنگینی و رعنائی سے واقف تھے وہ محبت کا قرینہ رکھتے تھے۔ وہ جذبات کی گرہ کشائی کا فن جانتے تھے۔ افراط و تفریط کا سکہ یہاں چلتا دکھائی نہیں دیتا۔ غیظ و غضب یہاں حرام ہیں۔ غرور و تکبر کا یہاں دم گھٹتا ہے آرائش و زیبائش یہاں نام کو نہیں۔ خود نمائی کا جذبہ زندہ در گور ہے۔ اس کے برعکس شگفتگی اور دلربائی یہاں کی دولتِ لازوال ہے چشم پوشی اور کرم فرمائی یہاں کی متاعِ عزیز ہیں۔ یہ گلہائے عقیدت نہیں جسے کسی کی اندھی عقیدت نے جابجا صفحات کے سینے پر بکھیر دیا ہو بلکہ یہ حقائق و معارف کے وہ گلہائے رنگا رنگ ہیں جن کی نزہت و خوشبو غیر فانی ہے اور لاثانی بھی۔ شام کا آنچل گر چکا ہے رات کی پلکیں بھیگ رہی ہیں۔ ہر سو فضا ایک رومانی شاہد کی طرح اٹھکھیلیاں کر رہی ہے ماحول مترنم ہے طبیعت سازگار ہے ہر بلند و پست نیند میں سرشار ہے۔ اتنے میں

بقیہ:- اداریہ

مقبوضہ کشمیر پر بظاہر اگرچہ ہندوستانی سنگینوں کی حکومت ہے لیکن کشمیری عوام کے دلوں پر شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ کی حکمرانی ہے اور وہ وادی میں بھارتی اقتدار سے سخت بیزار ہیں۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔

شامت اعمال

(بخاری)

سابق سندھ کے متعدد اضلاع میں بارش کی تباہ کاریوں کی داستان آپ پڑھ رہے ہیں ابتک سینکڑوں انسانی جانیں تلف ہو چکی ہیں۔ مال مویشی فصلوں اور مکانات کے نقصانات اسپر مستزاد ہیں، قارئین کرام ان علاقوں کی جغرافیائی کیفیت سے آگاہ ہیں یہاں شاذ ہی بارشیں ہوا کرتی ہیں موں سون ہوائیں جو مشرقی پاکستان سے مئی جون میں آتی ہیں۔ یہاں سب سے آخر میں پہنچتی ہیں۔ اور یہاں تک پہنچتے پہنچتے خشک ہو جاتی ہیں۔ لہذا بارش کا ان علاقوں میں بہت کم امکان ہوتا ہے۔ اور بالخصوص ان مہینوں میں جب کہ پنجاب میں بھی برسات شروع نہیں ہوتی سندھ کے ریگستانی علاقوں میں بارش ہونا ہماری ہی شامت اعمال کے باعث ہے۔

ہمیں تمام متاثرہ آبادی سے دلی ہمدردی ہے۔ انہیں اس قیامت خیز بارش کی ذرا بھی توقع نہ تھی۔ ان کے مکانات خاص طور پر کچے مکانات قطعاً ایسی بارشوں کے متحمل نہیں ہوتے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان مصائب سے نپٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس کی طرف سے یہ مصیبت آئی ہے وہی اسے کاٹے۔ ان عظیم حادثات میں ہمارے لئے بڑے اسباق ہیں قال اللہ وقال الرسول کے مطابق ہمیں اپنے گناہوں سے تائب ہونا چاہیئے اور اللہ سے لو لگانی چاہیئے۔ ہم اللہ کی رحمت کو آواز دیں گے تو انشاء اللہ رحمت ہمارے شریک حال ہوگی +

بقیہ بھٹی جیکی رگ رگ دیتے ہیں فقط مسیح کردار

ہے، ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے "اسلام کی سربلندی کا راز جان و مال کی قربانی میں مضمر ہے، آزمائش کی ہر گھاٹی میں اپنے آپ کو لہو لہان کرنا پڑے گا۔ رنج و محن اور ابتلا کی ایک ایک گھاٹی پار کرنی پڑے گی مگر ہمت سدا جوان رہے پائے استقامت میں کبھی لغزش نہ آنے پائے"!!

ایسے ہی مردان کار اور ایسے ہی فرزندان اسلام دنیا میں اللہ کا نام بلند کرنے کی ہمت کر سکتے ہیں اور ایسے ہی جیالوں کی اذانوں سے مشرق و مغرب میں ... پیدا ہو سکتا ہے!

بقیہ:- حضرت سعد بن ابی وقاص

پتے کھا کر زندگی بسر کی ہے، ہم نے تلوار کی چھاؤں میں اپنے ایمان و اسلام کو محفوظ رکھا ہے۔

جب امیر المومنین حضرت عمر کا آخری وقت آیا تو انہوں نے اصحاب شوریٰ کو جمع کیا اور کہا اگر میرے بعد سعد بن ابی وقاص خلافت کے وظائف انجام دیں تو بہتر ہے۔ اور اگر وہ خود اس ذمہ داری کو قبول نہ کریں تو خلیفہ کے تقرر اور انتخاب میں ان سے مشورہ ضرور لیا جائے مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک مرتبہ کوفے کی گورنری سے ان کو معزول کیا تھا لیکن خدا کی قسم کہ ان کی کسی خیانت کی وجہ سے نہیں، بلکہ مصلحتاً معزول کیا تھا ورنہ وہ میرے نزدیک اور اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک "امین" اور خیر خواہ اسلام ہیں۔

وفات

حضرت سعد کا انتقال ۵۵ھ ہجری میں ہوا۔ وفات کے وقت جس موضع میں تھے وہ مدینے سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے، انتقال کے بعد جنازہ مدینہ طیبہ میں لایا گیا۔ وہ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دعائے صحت

حضرت مولانا محمد علی صاحب کھڑا خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر قدس سرہٗ کئی دنوں سے سخت بیمار ہیں۔ قارئین خدام الدین اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین سے استدعا ہے کہ وہ بارگاہ رب العزت میں ان کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

عبدالقیوم ظہیر اسکہ گروٹ ضلع سرگودھا

جامعہ حمیدیہ سرائے مغل میں شعبۂ حفظ کا اجراء

جامعہ حمیدیہ سرائے مغل میں بچوں کی تعلیم و تربیت چوتھی جماعت تک نہایت ہی احسن طریق پر جاری ہے طلباء دور دراز سے داخلہ کے لئے بڑے ذوق و شوق سے آ رہے ہیں۔ اب بروز اتوار ۲۸ جون ۱۹۶۴ء سے جامعہ میں شعبہ حفظ کا قیام بھی عمل میں لایا جا رہا ہے تا کہ طلباء محکمہ تعلیم کے مروجہ نصاب اور دینی تعلیم و تربیت کے علاوہ حفظِ قرآن کی نعمت سے بھی بہرہ ور ہو سکیں۔ طلباء کے لئے داخلہ کا یہ نادر موقع ہے۔

(مولانا) محمد اکرم پروڈکشن ڈائرکٹر سلطان فونڈری بادامی باغ لاہور

(ناظم جامعہ حمیدیہ سرائے مغل)

بقیہ:- مفسر قرآن — ولی زمان

حضرت مولانا مسعید شیر انوالہ کے حجرہ کی جانب چلے آ رہے ہیں حجرہ کے دروازہ پر شیخ التفسیر دستک دے رہا ہے۔ حجرہ کے اندر سے آواز آئی کہ کون ہے مفسر قرآن بار دگر دستک دیتے ہیں اب حجرہ نشین کی آواز کا لب و لہجہ سخت ہو جاتا ہے۔ حضرت پھر دستک دیتے ہیں ابکی بار حجرہ نشین آپے سے باہر ہے حواس باختہ ہیں ذہن و شعور پر قابو نہیں۔ جذبات کی تلخی غالب ہے، ساحل لرز رہا ہے کانپ رہا ہے لیکن باہر احمد علی شفقت کا کوہ گراں بن کر کھڑا ہے ایک ایسا پہاڑ جس کی سنگینی سے کسی کو خوف نہ ہو بلکہ نرمی اور ملائمت کے ہیرے جس کی کوکھ سے جنم لیتے ہو۔ حجرہ نشین جو

(۵)

سورۃ الصّف (پ ۲۸)

از امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

غازی خدا بخش اچھروی و شیخ بشیر احمد بی اے سمن آبادی

(۷) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَ ھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسلام کی طرف اسے بلایا جا رہا ہو اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

کتاب الٰہی کی اطاعت کرنا اور اس کا حکم ماننا ہی اسلام ہے۔ قرآن حکیم تورات کی اطاعت کا حکم دیتا ہے گویا وہ اسی اسلام کی دعوت دیتا ہے جسے موسیٰؑ اور عیسیٰؑ قائم کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ اگر کوئی جماعت جو ان کے اتباع کی مدعی ہو اس کا انکار کر دے تو اس سے بڑھ کر بے انصافی اور کیا ہو سکتی ہے؟ انصاف کا اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ خدا کے قانون کی بے رو رعایت اطاعت کی جائے۔ خدا کا وہ قانون جو ابراہیمؑ کے ذریعہ سے پھیلا اور موسیٰؑ کی کتاب میں ضبط کیا گیا تھا۔ اسی کی دعوت رسول عربی صلی اللہ علیہ و سلم دیتے ہیں۔ اب اس کے انکار کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ مخالفین خدا کے نام پر انصاف کرنا نہیں چاہتے یہی سب سے بڑی بے انصافی ہے۔ یہ لوگ ابھی تک اس کے منتظر بھی ہیں کہ ایک منتظم نبی آئے جو تورات اور انجیل کے احکام پورے کر دے اس کے باوجود اس نبیؐ اعظم کو نہیں مانتے۔

وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

اس بے انصافی اور ظلم کے بعد جو انہوں نے قرآن حکیم کے ساتھ برتی ان کا کوئی حق نہیں رہتا کہ خدا سے یہ امید رکھیں کہ کوئی اور نبی ان کی ہدایت کے لئے بھیجا جائے۔

انتجاعی جماعتیں

ان آیتوں کے تقاضے سے ہم جس قدر سمجھ سکتے ہیں اس کا یہی حاصل ہے کہ جس نبیؐ کا انتظار یہودی کر رہے ہیں یا عیسائی کر رہے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ان کے تشریف لانے کے بعد کسی نبی کا انتظار قطعاً غلط ہے وہ لوگ اپنی ضد سے باز نہیں آتے اور انتظار کئے جاتے ہیں۔ ان جیسی انتجاعی جماعتیں مسلمانوں میں بھی پیدا ہو گئی ہیں۔ ان کے ہاں یہ فکر کہ کوئی اور شخص آ کر دینی تعلیم کو مکمل کرے گا، مسلسل پایا جاتا ہے۔ اس کا کوئی اور مطلب ہو اور قدرت الٰہی کوئی آدمی پیدا کر دے تو اسے ہم ممکن مانتے ہیں۔ مگر یہ کہ انسانوں کو تعلیم دینے کے لئے کوئی اور شخص آئے گا، اسے ہم قطعاً غلط مانتے ہیں۔

(۸) یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ ط وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنا نور پورا کر کے رہے گا۔ اگرچہ کافر برا مانیں۔

ان کی کوششیں یہی ہیں کہ نور الٰہی — قرآن حکیم — بجھا دیا جائے (اپنے پراپیگنڈا کے زور سے اس کی تعلیم کو ناکام بنا دیں) مگر اللہ اس تعلیم کو کامیاب بنا کر چھوڑے گا۔ مخالف لوگ ناکام رہیں گے مگر ان کو جبراً مغلوب ہو کر رہنا پڑے گا۔

(۹) ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔

کسریٰ و قیصر کے مغلوب ہو جانے کے بعد اس دین کا غلبہ تمام ادیان پر محقق ہو گیا۔ اس کی تفصیل شاہ ولی اللہؒ نے ازالۃ الخفا میں بیان فرمائی ہے۔

اَلْھُدٰی افراد نوع انسانی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح تعلق پیدا کرنے کے لئے جس ہدایت کی ضرورت ہے، وہ الھدیٰ ہے۔

دِیْنِ الْحَقِّ اجتماعی قانون، جو بین الاقوامی پوزیشن حاصل کرنے کی کامل صلاحیت رکھتا ہے، دین الحق ہے۔ یہ بھی قرآن میں دیا گیا ہے۔ چونکہ قرآن کا قانون نوع انسان کے لئے بہترین طبعی قانون ہے اس لئے اس کا تمام ادیان پر غلبہ ہونا چاہئے۔ یہ انسانیت کی طبعی ضرورت ہے۔

اَلْمُشْرِکُوْنَ جن لوگوں نے خدا کے سوا کسی اور کو حاکم مان لیا اور خدا کے قانون کے سوا کسی اور نظام قانون کو بین الاقوامی درجہ دیا وہ مشرک ہیں ان کو مجبور ہو کر اس بین الاقوامی قانون کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔ یہی وہ عظیم الشان انقلاب ہے جس کی قرآن حکیم دعوت دیتا ہے۔ جب یہ نور دنیا میں پھیل جائے اور اپنی قوت کا ثبوت ایک مرتبہ دے دے تو اب کسی اور نبی کا انتظار بے سود۔ اسی پروگرام کو انقلابی رنگ میں چلایا ہے۔

بین الاقوامی غلبے کا پروگرام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ کے زمانے میں اظہار دین ہو جائے گا۔ یہ ایک مخصوص جماعت کی کوشش کا نتیجہ ہوگا جسے حزب اللہ کہتے ہیں۔ یہ ایک مثال ہے۔ اب آئندہ اس مثال کے مطابق کام ہونا چاہئے اسی طرح ہمیشہ ایسا غلبہ متحقق ہوتا رہے گا۔ اس لئے کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے وہ پروگرام کیا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کے عمل سے مستنبط ہوتا ہے؟ اس کا ذکر آیات نمبر ۱۰۔۱۳ میں آتا ہے۔

(۱۰) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے؟

عذاب الیم کیا ہے؟

ایک مذہبی جماعت کا غیر مذہبی حاکم کی اطاعت پر مجبور ہو جانا عذاب الیم ہے

ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝

تمہیں ایک معاملہ بتائیں جیسے ایک تاجر سوچ سمجھ کر اپنی مرکزی طاقت بڑھا لیتے ہیں تم بھی ایک کام اپنے ہاتھ میں لے لو تو اس عذاب سے ہمیشہ نجات پاؤ گے اور کوئی غیر طاقت جو خدائی قانون کو نہ مانتی ہو، تم

پر غالب نہ آسکے گی

(۱۱) تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ تُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَ اَنْفُسِکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ:۔ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور تم اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

عذاب الیم سے بچنے کے لئے پہلا کام

(۱) ایمان

کامیابی کا پہلا اصول یہ ہے کہ قرآن عظیم پر ایمان لاؤ اور اس کی تشریحات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیں اور جن کے مطابق آپ نے لائحہ عمل بنایا اس پر ایمان لاؤ۔ اس کے متعلق ایسا یقین پیدا کر لو کہ کسی اور چیز کے متعلق نہ ہو۔

تُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

دوسرا کام

یہ قانون ہی سبیل اللہ ہے۔ اسے کامیاب بنانے کے لئے مال دینے اور سر دینے کی ضرورت ہے۔ یہ بات پہلے طے ہو چکی ہے کہ سب کچھ حزب اللہ کے نظام کے اندر ہو گا۔ اس طرح مال اور سر کی بازی لگا کر کام کرتے رہو۔ یہی جہاد ہے۔

ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ۔ یہ بہترین طریقہ ہے

اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تمہیں معاملات دنیا کے آتار چڑھاؤ اور قوموں کے تنزل و ترقی کا علم ہو تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ اس سے بہتر اور کوئی طریقہ ہو ہی نہیں سکتا۔

(۱۲) یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَ یُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَ مَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ

ترجمہ:۔ وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور پاکیزہ مکانوں میں ہمیشہ رہنے کے باغوں میں یہ بڑی کامیابی ہے۔

(۱۳) وَ اُخْرٰی تُحِبُّوْنَھَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ

ترجمہ:۔ اور دوسری بات جو تم پسند کرتے ہو اللہ کی طرف سے مدد ہے اور جلدی فتح۔ اور ایمان والوں کو خوشخبری دیدے

کام کا نتیجہ

اس طرح کام کرنے سے انسانیت کی دونوں ضرورتیں پوری ہو جائیں گی یعنی

(۱) تعلق باللہ کی اصلاح

(۲) دنیا میں غلبہ

(۱) تعلق باللہ کی اصلاح

یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ اللہ اور بندے کے تعلقات اس کے پروگرام ۔۔ جہاد فی سبیل اللہ ۔۔ سے درست ہوں گے، جو الہدیٰ کا نتیجہ ہے (ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی آیت ۹) اس میں شاہ ولی اللہؒ نے خیر کثیر میں کافی بحث کی ہے۔

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَتْحٌ قَرِیْبٌ۔ جہاد فی سبیل اللہ کا دوسرا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہارا دین سب ادیان پر غالب آجائے گا۔ (ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ ع ۹)

وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ان کو اس بات کی بشارت دو کہ جب وہ اس ایمانی طریق پر کام کریں گے ہمیشہ غالب رہیں گے۔

بقیہ خطبہ صفحہ ۱۵ سے آگے

کہ ہم نے خریدار کو ایسا دھوکہ دیا۔ کہ اسے اس ہمارے فریب کا پتہ ہی نہیں لگنے پایا۔ اور دھوکہ کھا کر خوش ہو کر چلا گیا۔

مثلاً

کئی مرتبہ آپ نے اخباروں میں یہ واقعہ نہیں پڑھا ہو گا کہ ایک دیہاتی بچارا کھرا سونا خریدنے کے لئے شہر میں آیا۔ اور شہر کے بیوپاریوں نے اسے کھرا سونے کا ایک ٹکڑا دکھایا اور دیتے وقت پیتل دے دیا۔ اس دیہاتی بچارے نے اپنے گاؤں میں سنار کو دکھایا۔ اس نے کہا۔ یہ تو تم پیتل لائے ہو۔ یہ سونا نہیں ہے تب راز کھلا۔ اور مقدمہ چلا۔

اناج کے بیوپاری یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ بھیگی ہوئی گیہوں کی پانچ بوریاں نیچے ڈال دیں۔ اور اوپر دس بوریاں خشک اس کے ہاتھ لگیں گے۔ اور جب وہ کاندار تولے گا۔ تو نیچے والی گیہوں بھی اسی خشک گیہوں کے نرخ پر بیچے گا حالانکہ یہ گاہک کو دھوکہ دیتا ہے۔

اللھم احفظ عبادك من ھذہ الخداع

بقیہ۔ مجلس ذکر صفحہ ۵ سے آگے۔

ساری زمین دینے کے لئے تیار ہے۔ اور وہ بھی اس صورت میں کہ مدعی کا دعویٰ بھی جھوٹا تھا۔ حضرت امروٹیؒ کا واقعہ ہے کہ کسی شخص نے ان کے لنگر کے لئے زمین دی اس کے ورثاء نے حضرت کے پاس آ کر اپنا حق جتا کر زمین واپس مانگی۔ تو آپ نے اندر سے دستاویز لا کر جلا دی۔ اور فرمایا کہ جاؤ لے جاؤ۔ میرا یہی دستاویز ہی قبضہ تھا۔ جو میں نے جلا دی۔ میرے دو شجرے ہیں۔ ایک علم کا دوسرا اللہ اللہ کرنے کا اپنے حضراتؒ کی پیروی کو میں اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہوں اپنے مکان کے سلسلہ میں بھی میں نے انہیں کی پیروی کی۔ مولوی امام الدین صاحب مرحوم پرائمری سکول کے مدرس تھے۔ ان کے اکبری منڈی کے پاس تین مکان تھے۔ وہ ایک دن میرے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ مجھے خواب میں حکم ہوا ہے۔ کہ میں آپ کو ایک مکان دے دوں میں نے بہت اچھا کہا اور وہ چلے گئے۔ کچھ عرصہ بعد پھر آئے۔ کہ مجھے دوبارہ حکم ہوا ہے۔ میں نے پھر بہت اچھا کہہ دیا۔ اور معاملہ ختم ہو گیا۔ کافی مدت کے بعد وہ پھر آئے۔ کہ آج تو مجھے بہت ڈانٹا گیا ہے کہ کیا تمہیں اپنی زندگی پر بھروسہ ہے چلئے چل کر پسند کر لیجئے۔ چنانچہ میں نے جا کر ایک مکان پسند کر لیا۔ مولوی امام الدین صاحب نے اس کی رجسٹری کروا دی میں نے اس مکان میں رہائش اختیار کر لی۔ میری عادت ہے کہ میں گھڑی دیکھ کر نماز کے لئے آتا ہوں۔ وہاں سے جب میں نماز کے لئے آؤں تو راستہ میں کبھی کوئی دوست مل جائیں، کبھی کوئی۔ ان سے باتیں کرنے میں کبھی میری ایک اور کبھی دو رکعت قضا ہو جائیں۔ میں نے مولوی امام الدین صاحب کو بلا کر کہا کہ آپ نے مجھے اشاعت دین کے لئے مکان دیا تھا۔ مگر میرے دین میں نقص پیدا ہو رہا ہے آپ یا تو مجھے اس مکان کو بیچ کر لائن سبحان خاں میں دوسرا مکان بنانے کی اجازت دے دیں۔ اس سے آپ کے مکان کی صورت بدل جائے گی لیکن سیرت وہی رہے گی۔ یا پھر آپ مکان واپس لے لیں۔ جس خدا نے مجھے آج تک کرایہ دیا ہے۔ وہ آئندہ بھی دے گا۔

مولوی امام الدین صاحب نے خوشی سے مجھے اجازت دے دی اور ان کے مکان کو بیچ کر میں نے اپنا موجودہ مکان بنا لیا۔ اولیاء کرام کی صحیح اتباع کی برکت سے ان کے کمالات کا عکس طالب کی طبیعت پر یقیناً پڑتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو مقبولین بارگاہ الٰہی کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

۱۳۸۲ھ کا مثالی حج

گزشتہ سال کے مثالی حج میں کل دس لاکھ ۶۶ ہزار ۵۵۵ مسلمانان عالم نے فریضۂ ابراہیمی ادا کرنے کی نعمت حاصل کی جس میں سے خاص نجد و حجاز کے ۸ لاکھ مسلمان تھے اور دنیا کے کونے کونے سے آنے والے ۲ لاکھ ۶۶ ہزار ۵۵۵ مسلمان تھے۔

حسب معمول غیر ممالک سے آنے والوں میں سب سے زیادہ تعداد ۴۷ ہزار ۵۰۹ ذیلی برِ اعظم ہندوستان و پاکستان کے مسلمانوں کی تھی۔ پاکستان سے اس سال ۲۶ ہزار ترانوے مسلمان حج کرنے بیت اللہ حاضر ہوئے تھے۔

اس ذیلی برِ اعظم کے بعد ترکی، شام، انڈونیشیا، متحدہ عرب جمہوریہ، سوڈان اور یمن کے مسلمان تعداد کے لحاظ سے نمایاں رہے۔ حجاج کرام کا ملک وار گوشوارہ حسب ذیل ہے

ملک کا نام	تعداد حجاج کرام
ملیشیا	۵۲۲۹
اتھوپیا (حبشہ)	۱۷۸۲
اردن	۶۳۵۹
افغانستان	۳۱۷۷
نیشنلسٹ چین	۶
کمیونسٹ چین	۱۴
کانگو	۸۰
البانیہ	۱
نیجر	۵۴۸
امریکہ	۱۹
ابوظبی	۱۱
انڈونیشیا	۱۵۲۰۷
ایران	۲۰۵۰۱
ام القوین	۱۱
شارقہ	۴۲
پاکستان	۲۶۰۹۳
بحرین	۲۰۳۹
پرتگال	۴۲۷
برطانیہ	۱۶۳
باربیڈوس	
بائیجان	۱۱۷
ترکی	۲۲۳۸۱
ٹنگانیکا	۱۵۹
توجو	۲۴
تیونس	۲۱۴۷
تشاد	۱۳۳۸
تھائی لینڈ	۱۷۹۰
ٹرینڈاڈ	۶
جامبیا	۹۳
الجزائر	۸۳۰۱
جمہوریہ وسط افریقہ	۵۶۹
جامایکا	۱
جنوبی افریقہ	۵۶۹
غانا (برطانیہ)	۵
حضرموت	۱۸۸۰
ڈنمارک	۱
داہومی	۹۶
دبی	۳۸
روڈیشیا	۳۰
روس	۲۰
راس الخیمہ	۹۴
زنجبار	۴۳
سیلون	۳۲۲
سیرالیون	۵۳
ساحل العاج	۳۹۹
سینیگال	۲۹۷۴
سوڈان	۱۴۴۴۵
سوریا	۱۶۹۳۷
صومالیہ	۸۷۵
عدن	۷۸۳
عراق	۱۳۸۸۹
عمان	۱۰۲۳
عفار	۲
عجمان	۲۸
عولق	۱۹۳
غانا	۳۵۳
غینیا	۹۱۳
فرانس	۱۳۱
فلسطین	۶۳۳۹
وینیزویلہ	۱
فلپائن	۴۲۳
بحیرہ	۷
قطر	۱۵۷۹
کمپوڈیا	۷۱
کامرون	۴۳۶
کینیا	۱۳۳
کویت	۲۵۱۹
لبنان	۳۵۰۳
سائیبیریا	۷۱
لیبیا	۷۷۴۹
مصر	۱۷۷۴۳
مالی	۱۲۰۵
مڈغاسکر	۴
موریتانیا	۴۲۶
مالقاس	۱۰
موریشس	۴۰
مغرب	۶۸۰۹
الجزائر	۴
مہر	۱۰۹
نیپال	۴
نائیجیریا	۸۷۰۴
نیوزی لینڈ	۲۶
ہانگ کانگ	۴
ہندوستان	۲۱۴۱۶
ہالینڈ	۴
یونان	۶۱
جاپان	۱
یوگنڈا	۱۶۹
یمن	۱۲۳۲۲
یوگوسلاویہ	۲۹۵

کل میزان ۲۶۶۵۵۵

مملکت سعودیہ کے حجاج کی تعداد آٹھ لاکھ تھی۔

مجموعی تعداد ۱۰۶۶۵۵۵ ہوئی۔

(بحوالہ المدینۃ المنورہ مورخہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ)

الحمد للہ اب حاجی بالکل اطمینان سے رات دن ہر حصہ میں جاتے آتے ہیں اور ان کو کسی قسم کی جانی و مالی گزند نہیں پہنچتی۔

اس کے علاوہ حکومت سعودیہ نے اور بہت سی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔ مثلاً پہلے عرفات میں دور دور تک پانی نظر نہیں آتا تھا۔ اب جگہ جگہ پانی کے پائپ لگا دیئے گئے ہیں جن سے پانی کی تکلیف نہیں رہی حجاج کی رہبری اور رہنمائی کیلئے پولیس کے علاوہ اسکولوں اور مدارس کے طلبا بھی لگا دیئے جاتے ہیں جو حجاج کی ہر طرح رہنمائی کرتے ہیں۔ اس جم غفیر میں کتنے حاجی راستہ بھٹک جاتے ہیں ان کیلئے منیٰ میں "ادارۃ الحج والاوقاف" کھول رکھا ہے جہاں گم شدہ حاجی پہنچا دیئے جاتے ہیں۔ وہاں سے اعلان کر دیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں معلم اپنے گم شدہ حاجیوں کو یہاں سے لے جائیں۔ ہسپتالوں کا بھی بہت معقول انتظام ہے جو چوبیس گھنٹے کھلے رہتے ہیں اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے صحت سے متعلق ضروری ہدایات بھی ہر وقت مختلف زبانوں میں نشر ہوتی رہتی ہیں۔ صفائی وغیرہ کا بھی مناسب انتظام ہے۔ دن میں کئی مرتبہ گندی جگہوں پر جراثیم کش دوائیاں چھڑکی جاتی ہے ڈاک خانے کا بھی معقول انتظام رہتا ہے۔ غرضیکہ ہر امکانی صورت سے حجاج کو آرام پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کارپردازان امور حج کو اور تمام مسلمانوں کا حج قبول فرمائے۔ اور سب مسلمانوں کو زیارت بیت اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۶/۷ ستمبر ۱۹۵۶ء